نام نیک رفتگاں ضائع مکن

تحریر فی اصول التفسیر

سر سیّد احمد خاں

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ

نایاب کتب روز نگاہ سے شائع کن

تحریر فی اصول التفسیر

سر سیّد احمد خاں

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

سرسیّد صدی تقریبات

دوسری پیش کش

تقسیم کار:
مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی ۔ ۱۱۰۰۲۵
صدر دفتر:
مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی ۔ ۱۱۰۰۲۵
شاخیں:
مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، اردو بازار، دہلی ۔ ۱۱۰۰۰۶
مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، پرنس بلڈنگ، بمبئی ۔ ۴۰۰۰۰۳
مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، یونیورسٹی مارکیٹ، علیگڑھ ۔ ۲۰۲۰۰۲

اشاعت: ۱۹۹۵ء
قیمت: دس روپے

لبرٹی آرٹ پریس (پروپرائٹرز مکتبہ جامعہ لمیٹڈ) پٹودی ہاؤس، دریا گنج، نئی دہلی میں طبع ہوئی۔

حرفے چند

خدا بخش صدی تقریبات کا سلسلہ چھڑا تو خدا بخش کے اہم ہمعصروں کی بھی یاد آئی ۔ طے ہوا کہ خدا بخش کے عظیم ہمعصر سر سید، جن کا صدی سال چند ہی سال بعد پڑ رہا ہے، ان کی اہم دیگر اب بھولی بسری) کتابوں کو سامنے لا کر سر سید کی عظمت کی از سر نو بازیافت کی جائے۔

سر سید، اسلام کی سچائی میں یقین رکھنے والے راسخ العقیدہ مسلمان تھے، توحید باری تعالیٰ اور رسالت محمدی پر ان کا ایمان اٹوٹ تھا، رسول کریم کے تو وہ عاشق تھے ایسے کہ جب شعر کہتے تھے تو دل کی پوری گرمی ان میں در آتی تھی :

دلی دارم دلی بریاں زعشق مصطفےٰ دارم

نہ دارد ہیچ کافر ساز و سامانی کہ من دارم

ذات رسالت اور پیغام رسالت پر جب ان کے صوبہ کے حاکم اعلیٰ (گورنر ولیم میور) نے ایک معاندانہ کتاب لکھی تو اس کا جواب دینے کے لیے، اپنے گھر کا سارا اثاثہ، برتن بھانڈے تک بیچ کر برٹش میوزیم پہنچے، ریسرچ کی اور خطبات احمدیہ کے نام سے وہ زبردست کتاب لکھی جو آج بھی عظمت محمدی پر حرفِ آخر ہے۔ اس کا پھر انگریزی میں ترجمہ کرا کر انگلستان سے شائع کیا۔ ساتھ ہی اسلام، قرآن اور

رسول کریم کے بارے میں ایک انگریز "ڈیوین پورٹ" کی لکھی ہوئی اعلیٰ درجہ کی ہمدردانہ کتاب اپنے صرفے سے چھپوائی، ایک اور کتاب (ہیگنس کی تصنیف) کا اپنے عزیز خورد عنایت اللہ سے اردو میں ترجمہ کرایا ــــــ اور پھر اطمینان کا سانس لیا کہ: ہنٹر کی کتاب ہندستانی مسلمان کا منہ توڑ جواب بھی وہ دے چکے اور سر ولیم میور کا بھی ــ اور اب کسی کو نہ ہندستانی مسلمان کو موقع بے موقع زد و کوب کرنے کی ہمت پڑ سکتی تھی نہ اسلام قرآن اور رسول کریم کے خلاف کوئی خرافاتی بات لکھنے کی۔

لیکن قرآن مجید کے سلسلے میں پادریوں اور دوسرے عیسائی مبلغوں کی سرگرمیاں اور بالواسطہ حملے جاری تھے، جس کے نتیجے میں مسلمانوں کی ایک قابل لحاظ تعداد بد دین اور ایک بڑی تعداد بے دین ہوتی جاتی تھی، سر سید نے یہ محاذ بھی سنبھالا اور نئے حالات میں لادینی تحریک اور مشنریوں کے مقابلہ میں مغربی تعلیم یافتہ اور متوسط طبقہ کے مسلمانوں خاصکر نوجوانوں کے ذہنوں میں کیسے اسلام اور قرآن کی عظمت راسخ کی جائے۔ کیسے انکے متزلزل عقیدوں کو مضبوط جڑیں مہیا کی جائیں، اس کا انتظام انھوں نے قرآن مجید کی تفسیر لکھ کر کیا۔

تفسیر کے ساتھ ساتھ اصول تفسیر پر ایک مختصر رسالہ/کتابچہ لکھا جو انکے طرز فکر اور اسلوب تفسیر پر پوری روشنی ڈالتا تھا۔ اصول تفسیر پر یہ رسالہ پہلی بار مطبع مفید عام آگرہ سے ۱۸۹۲ء میں چھپا۔ رسالہ ملاحظہ کے لیے پیش خدمت ہے۔

ــــــ ہ ع ر ب

تحریر فی اصول التفسیر

حررہ

المفتقر الی اللہ الصمد السیّد احمد

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علی خان صوفی طبع شد

سنہ ۱۸۹۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی انزل القران علی محمدؐ رسولہ علیہ السلام ھدایۃً للانام والصلواۃ والسلام علی رسولہ محمد قد ھدانا بہ الی الاسلام وعلی آلہ واصحابہ الی یوم القیام - **اما بعد** جبکہ غدر کا زمانہ گزر گیا اور مسلمانون پر بھی جو کچھ گذرنا تھا گزر گیا تو مجھکو اپنی قوم کی اصلاح کی فکر ہوئی - مین نے اسمین بہت غور کی اور ایک زمانہ دراز کے غور کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ اُنکی دینی و دنیوی اصلاح بغیر اسکے کہ اُنکو علوم و فنون جدیدہ مین جو اَور قومون کے سرمایۂ افتخار ہین اور اُس زبان مین جو ہم پر بمشیتہ اللہ حکومت کرتی ہے تعلیم دیجاوے اور کسیطرح ممکن نہین -

اس طریقہ سے دنیوی اصلاح کے ہونے کا تو ایسا مسئلہ تھا جسمین کچھ اختلاف نہین ہو سکتا مگر یہ مسئلہ کہ دینی اصلاح کے لیے بھی وہ مفید ہے معرض بحث مین تھا -

بلکہ کوئی بھی اسکو تسلیم نہین کرتا تھا کیونکہ یہ بات ظاہر تھی کہ جن لوگون نے اُن علوم مین توغل کیا خواہ وہ عیسائی ہون یا مسلمان یا ہندو اُنھون نے اپنے مذہبی عقاید سے ہاتھ دہو یا اسلیے کہ اُنھون نے علوم جدیدہ کے مسایل کو سچ اور صحیح اور درست جانا اور عقاید مذہبی کو جب اُسکے برخلاف پایا تو اُسکو غلط مانا۔

یہ مشکل کچھ اسی وقت مین پیش نہین آئی بلکہ اُسوقت بھی پیش آئی تھی جبکہ فلسفہ یونانی مسلمانون مین پھیلا تھا اور مذہبی اصول و عقاید کو اُسنے درہم و برہم کردیا تھا۔ مگر اُس زمانہ کے علمانے اُسپر توجہ کی اور علم کلام ایجاد کیا اور مذہب کی حمایت مین فلسفہ یونانی سے مقابلہ کیا اور اُنھون نے صرف تین کام کیے۔ یا تو مسایل مذہبی کو فلسفہ یونانی کے مطابق کردکھایا۔ یا اُنکے دلایل کو غلط کردیا۔ یا مشتبہ۔ مگر اِس زمانہ مین جو سخت مشکل پیش آئی ہی وہ یہ ہی کہ فلسفہ اور طبیعات یونانی بھی جسکی بنا پر اُس زمانہ کے علمانے بہت سے مذہبی مسایل بھی قایم کیے تھے علوم جدیدہ سے غلط ثابت ہوا ہی اور علوم جدیدہ کے دلایل صرف قیاسی اور ذہنی ہی نہین ہے بلکہ تجربہ اور عمل نے اُنکو درجہ مشاہدہ تک پہونچا دیا ہی۔ یہان تک کہ عام طور پر یہ مسئلہ محقق مانا جانے لگا کہ علوم مذہب کے مخالف ہین اور وہ مذہب کو اسیطرح جلادیتے ہین جیسے چھوٹے پودے کو پالا۔

جبکہ مین نے علوم جدیدہ و انگریزی زبان کو مسلمانون مین رواج دینے کی کوشش کی تو مجھکو خیال ہوا کہ کیا درحقیقت وہ علوم مذہب اسلام کے ایسے ہی برخلاف ہین جیسا کہ کہا جاتا ہی۔ مین نے بقدر اپنی طاقت کے تفسیرون کو پڑہا اور بجز اُن مضامین کے جو

علم ادب سے علاقہ رکھتے ہین باقی کو محض فضول اور مملو بروایات ضعیف وموضوع اور قصص بے سروپا سے پایا جو اکثر یہودیون کے قصّون سے اخذ کئے گئے تھے - پھر مین نے بقدر اپنی استعداد وطاقت کے کُتب اصول تفسیر پر توجہ کی اس امید سے کہ اُن مین ضرور کوئی ایسے اصول قایم کئے ہون گے جنکا ماخذ خود قرآن مجید یا کوئی اور ایسا ہوگا جسپر کچھ کلام نہو سکے - مگر اُن مین بجز اس قسم کے بیان کے کہ قرآن مجید مین فلان فلان علم ہین مثلاً فقہ وکلام و وعظ اور اسباب خفاے نظم قرآن ولطافت نظم اور بیان اختلاف تفاسیر کے یا شرح غریب قرآن کے اور کچھ نہین ہے - جو زیادہ مبسوط ہین اُن مین آیات مکی ومدنی صیفی وشتائی - یومی ولیلی اور اُنکے حروف وکلمات یا بحث مجاز وغیرہ کے کوئی ایسے اصول نہین بتائے ہین جنسے وہ مشکلات جو درپیش ہین حل ہو سکین -

پھر مین نے بقدر اپنی طاقت کے خود قرآن مجید پر غور کی اور چاہا کہ قرآن ہی سے سمجھنا چاہئیے کہ اُسکا نظم کن اصولون پر واقع ہوا ہے اور جہانتک میری طاقت مین تھا مین نے سمجھا اور مین نے پایا کہ جو اصول خود قرآن مجید سے نکلتے ہین اونکے مطابق کوئی مخالفت علوم جدیدہ مین نہ اسلام سے ہے اور نہ قرآن سے اگر راست پرسی من شاکرِ قرآن عظیم ام وہذا قول کما قال شاہ ولی اللہ پھر مین نے اُنہین اصول پر ایک تفسیر قرآن مجید کی لکھنی شروع کی جو اسوقت سورۃ النحل تک ہو چکی ہے -

اُس تفسیر کے چھپنے اور مشتہر ہونے پر لوگون نے مخالفت کی اور اُسکی تردید مین کتابین لکھین - مین نے اُن پر کچھ التفات نہین کیا اور نہ دیکھا کیونکہ مین سمجھتا تھا کہ انہون نے

کیا لکھا ہوگا - مگر ان دونون مین پیارے مہدی نواب محسن الملک نے مجھے دو خط لکھے جنسے معلوم ہوتا ہی کہ اُنکو بھی تفسیر کے بعض یا اکثر مقامات کی نسبت اُسی قسم کے شبہات ہین جو اَور لوگون کو ہین اور وہ دونون خط اور اُنکے جواب یہ ہین -

پہلا خط نواب محسن الملک مولوی سید مہدیعلیخان کا

بنام

سید احمد خان

حیدر آباد دکن ۹ اگست ۱۸۹۲ء

جناب عالی

+ + + + + + + + + + + + + + +

دوسری بات لکھنے کی یہ ہی کہ آجکل مین آپ کی تفسیر دیکھ رہا ہون جسے درحقیقت ابتک اچھی طرح بلکہ سرسری طور پر بھی نہ دیکھا تھا اور اُسکے نہ دیکھنے کا سبب آپسے کہہ بھی دیا تھا - غالباً آپ اِس بات کے سننے سے تو خوش ہونگے کہ مین ابتک آپ کی رایون سے اتفاق نہین کرتا اور ہر بحث مین یہ سے قرآن کی وہ تفسیر جسکو کوئی قرآن کے مطالب کی تشریح اور تفصیل اور تفسیر سمجھے نہین سمجھتا بلکہ اکثر جگہ تفسیر کو تفسیر القول بما لا یرضی بہ قائلہ تصور کرتا ہون مگر اسمین شبہ نہین ہی کہ جس مضمون کو آپ نے لکھا ہی ایسی عمدگی اور خوبی اور صفائی سے بیان کیا ہی کہ اگر آدمی نہایت ہی راسخ الاعتقاد نہ ہو تو ضرور اُسکی

تصدیق کرنے لگے اور بلاشبہ ایک جادو کئے ہوئے آدمی کیطرح آمنا وصدقنا پکارنے لگے ۔ واقعی خدا نے دل کے حالات کو الفاظ مین ادا کرنے اور تحریر مین لانے کی عجیب حیرت انگیز قوت اور طاقت آپ کو دی ہی کہ اگر اُسے جادو کہین یا سحر تو بے محل نہو مگر افسوس ہی کہ آپ نے اُن مسایل کو جو آجکل یورپ کے وہ تعلیم یافتہ لوگ جو مذہب کے پورے پابند اور معتقد نہین ہین صحیح اور یقینی اور غیر قابل الاعتراض سمجھتے ہین مان لیا اور قرآن کی آیتون کو جنمین اُن کا ذکر ہی ایسا ماول کر دیا کہ وہ تاویل ایسے درجہ پر پہونچ گئی کہ اُسپر تاویل کا لفظ بھی صادق نہین ہو سکتا ۔ آپ نے مسلمان مفسرون کو تو خوب گالیان دین اور برا بھلا کہا اور یہودیون کا مقلد بتایا ۔ مگر آپ نے خود اس زمانہ کے لامذہبون کی باتون پر ایسا یقین کر لیا کہ اُنکو مسایل محققہ صحیحہ یقینیہ قرار دیکر تمام آیتون کو قرآن کے ماول کر دیا اور لطف یہ ہی کہ آپ اُسے تاویل بھی نہین کہتے (تاویل کو تو آپ کفر سمجھتے ہین) بلکہ صحیح تفسیر اور اصلی تفسیر قرآن کی سمجھتے ہین ۔ حالانکہ نہ سیاق کلام نہ الفاظ قرآنی نہ محاورات عرب سے اُسکی تائید ہوتی ہی ۔ اگر آپ میرے اس شبہ کو کسیطرح دور کر سکین تو مجھے ایسی خوشی ہو کہ کسی اور چیز سے نہو اسلئے کہ اکثر مقامات اُسکے ایسے عمدہ اور پاکیزہ اور اعلیٰ درجہ کے ہین کہ بعد قرآن وحدیث کے اگر کوئی اُسے ورد زبان کرے اور دلپر نقش تو دنیا مین عالم اور سچا مسلمان ہو اور عاقبت مین اُن ثوابون کا مستحق جو سچے مسلمانون کے لیے خدا نے مقرر کئے ہین ۔

محسن الملک

جواب از طرف سیّد احمد خان

مکرمی مہدی

✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣

مین نہایت خوش ہون کہ آپ نے میری تفسیر کو دیکھنا شروع کیا ہی مجھے نہایت خوشی ہی کہ آپ اُسکو مخالفانہ اور غیر معتقدانہ طور پر دیکھین اور اُسکی ایکبات پر بھی یقین نکرین سبکو غلط سمجھین - مگر اُسکو دیکھین اور غور سے پڑہین -

آپ نے اِس خط مین لکھا ہی کہ اکثر جگہ تفسیر کو تفسیر بالقول بما لا یرضی بہ قایلہ تصور کرتا ہون - یقینی آپ کے پاس خدا کی بھیجی ہوئی وحی تو آئی نہین جس سے آپ کو ثابت ہوا ہو کہ اس قول سے مرضی قایل یعنی خدا کی یہ نہین ہی - پس ضرور ہی کہ کوئی اور ذریعہ آپ کے پاس ہی جسکی وجہ سے آپ نے تفسیر کے مقامات کو ما لا یرضی بہ قایلہ قرار دیا ہی -

مین نے بہت سوچا کہ وہ ذریعہ آپ کے پاس کیا ہی اور وہ ذریعے دو معلوم ہوئے -

اول بچپن کی تربیت - بچپن سے باتون کو سنتے سنتے اُنکا نقش کالحجر دل مین ہو جاتا ہی جسکا مٹانا بہت ہی زبردست دل اور نہایت ہی قوت ایمانیہ کا اور بہت ہی غور و فکر کا کام ہی -

دوسرا ذریعہ جو پہلے ذریعہ کا شعبہ ہی مگر اُس پہلے کو نہایت قوی اور مضبوط کرنیوالا ہی وہ علما کے اقوال اور تفاسیر کے مندرجہ رطب و یابس روایتین اور قصے ہین - گو آپ نے

اسی خط مین ایک فقرہ لکھا ہی کہ "میرے نزدیک یہ ساری خرابیان غلط مذہبی خیالات اور تقلید سے پیدا ہوئی ہین اور مسلمانون کو اسی کمبخت تقلید نے اندھا۔ بہرا۔ گونگا۔ بنادیا ہی" ۔ مگر افسوس ہی کہ تم یہ خیال نہین کرتے کہ خود تمھارا ابھی یہی حال ہی۔ آبائی خیالات کو اور خصوصاً ایسے خیالات کو جو مذہبی روایتون پر مبنی ہین چھوڑنا نہایت مشکل ہی۔ آپ یہ دعویٰ نکرین کہ مین آبائی مذہب کو چھوڑ کر شیعہ سے سُنّی ہوگیا ہون۔ اوّل تو بہت سے اسباب آپ کے گرد ایسے جمع تھے کہ جنکے سبب سے شیعہ مذہب نے بخوبی جڑ دل مین نہین پکڑی تھی علاوہ اسکے یہ تبدل صرف جزئیات مین تھا جو قابل اعتنا نہین ہی۔ مگر جن امور کو آپ تفسیر القول بما لا یرضی بہ قایلہ قرار دیتے ہین اُنکی جڑ بہت زیادہ گہری اور نہایت مضبوط دل مین بیٹھی ہوئی ہی اُسکا اُکھڑنا اور اُسکی جگہ دوسری بات کا بیٹھنا گو کہ یہ دوسری بات کیسی ہی سچ وصحیح ہو بہت زیادہ دشوار اور بہت زیادہ مشکل ہی۔ غرضکہ آپکے پاس کوئی دلیل اس بات کی نہین ہی کہ آپ تفسیر کو تفسیر القول بما لا یرضی بہ قایلہ سے تعبیر کرین۔ ہان اُسکو غلط سمجھین اُسکو تسلیم نکرین یہ دوسری بات ہی مگر ما لا یرضی بہ قایلہ نہین کہہ سکتے۔

آپ نے اپنے خط مین لکھا ہی کہ "افسوس ہی کہ آپ اُن مسایل کو جو آجکل یورپ کے وہ تعلیم یافتہ لوگ جو مذہب کے پورے پابند اور معتقد نہین ہین صحیح اور یقینی اور غیر قابل الاعتراض سمجھتے

+ واضح ہو کہ یہ فقرہ خط کے پہلے فقرے مین ہی جو چھوڑ دیا ہی اسلیے کہ وہ متعلق الہ آباد کانفرنس کے لکچر سے تھا۔ تفسیر کے مضمون سے متعلق نہین تھا ۱۲ اسید احمد

ہین مان لیا ہی اور قرآن کی آیتون کو جنمین اُن مسایل کا ذکر ہی ایسا ماول کر دیا ہی کہ وہ تاویل ایسے درجہ کو پہونچ گئی ہی کہ اُسپر تاویل کا لفظ بھی صادق نہین ہو سکتا"۔

تمھارے اِس فقرے سے مین خوش بھی ہوا اور متعجب بھی ہوا - خوش تو اسلیے ہوا کہ تمنے اُسپر تاویل کا صادق آنا نہین مانا - کیونکہ مین قرآن مجید مین تاویل کو مطابق اُسکے مفہوم عام کے کفر سمجھتا ہون -

متعجب اسلیے ہوا کہ تمنے اُس فقرے مین یہ قید کیون لگائی ہی کہ "جو مذہب کے پورے پابند اور معتقد نہین ہین"، کیا اگر کوئی لامذہب یعنی غیر معتقد کسی مذہب کا مذاہب موجودہ مین سے یہ بات کہے کہ دو اور دو چار ہوتے ہین تو کیا اُسکے لامذہب ہونے سے یہ بات غلط ہو جاویگی - اگر کوئی نہایت پابند مذہب کہے کہ دو اور دو پانچ ہوتے ہین تو کیا اُسکے پابند مذہب ہونے سے یہ بات صحیح ہو جاویگی - حاشا و کلا -

ہان ایک بات آپنے بہت صحیح لکھی ہی کہ اگر آپ میری تفسیر کے کسی مقام کو خلاف سیاق کلام (اگرچہ مجھکو نہایت شبہ ہی کہ تم اِس بات کو سمجھے بھی ہو کہ قرآن مجید کا سیاق کلام کیا ہی اور کس طور پر ہی) اور خلاف الفاظ قرآن اور خلاف محاورہ عرب جاہلیت ثابت کر دو تو مین اُسیوقت اپنی غلطی کا مقر ہو جاؤن گا - مگر مجاز و حقیقت مین یا استعارہ و کنایہ یا خطابیات مین بحث ست کرنا کیونکہ جیسا آپکو کسی لفظ کے حقیقی یا لغوی معنی لینے کا حق ہی ویسا ہی مجھکو اُسکے مجازی معنی لینے یا استعارہ اور کنایہ یا از قسم خطابیات قرار دینے کا حق ہی اور اُسکے لیے ایک عام مثل دینی کافی ہی جیسے کہ علمائی سنت خدا کے ید اور وجہ اور

استواعلی العرش اور ہبوط کے مذاہب مختلفہ اختیار کئے ہین اور مین خیال کرتا ہون کہ شاید تم بھی اُنکے حقیقی اور لغوی معنی نہین لیتے اور اُسکے لیئے کوئی وجہ رکھتے ہو اسیطرح مین بھی ایسا کرنے کے لیئے قطعی اور یقینی وجہ رکھتا ہون پس اُسپر بحث بحث نہوگی بلکہ مکابرہ ہوگا -

جانِ من - حقیقت یہ ہی کہ تمنے خدا کی عظمت کا جس عظمت کے وہ لایق ہی اور قرآن مجید کی صداقت کا جس صداقت کے وہ لایق ہی اور مذہب اسلام کی عزت اور سچائی کا جس عزت اور سچائی کے وہ لایق ہی اپنے دلپر نقش کالحجر نہین کیا ہی اسلیئے تمھاری راے یا تمھارا دل اور تمھارا ایمان ڈاوان ڈول ہوتا ہی اگر تمام خیالات کو دل سے محو کرکے یہ سچا اور دلی یقین کرلو کہ خدا سچا ہی اور قرآن اُسکا کلام اور بالکل سچا ہی تو تم کو اس قسم کے شبہات ہرگز پیدا نہ ہون -

پس سمجھو کہ تفسیر لکھنے مین میرے اصول کیا ہین اُسکے بالاستیعاب بیان کرنے کے لیے تو ایک رسالہ مستقل چاہیئے مگر مین چند کو جو مقدم ہین بتلاتا ہون -

پہلا اصول - یہ ہی کہ خدا سچا ہی اور قرآن مجید اُسکا کلام اور بالکل سچ اور صحیح ہی کوئی علم یعنی سچ اُسکو جھٹلا نہین سکتا بلکہ اُسکی سچائی پر زیادہ روشنی ڈالتا ہی -

دوسرا اصول - یہ ہی کہ اب ہمارے سامنے دو چیزین موجود ہین (۱) ورک آف گاڈ یعنی خدا کے کام (۲) ورڈ آف گاڈ یعنی خدا کا کلام یعنی قرآن مجید اور ورک آف گاڈ اور ورڈ آف گاڈ کبھی مختلف نہین ہوسکتا اگر مختلف ہو تو ورک آف گاڈ تو موجود

ہی جس سے انکار نہین ہو سکتا اور اسلیے ورڈ آف گاڈ جسکو کہا جاتا ہی اُسکا جھوٹا ہونا لازم آتا ہی نعوذ باللہ منہا) اسلیے ضرور ہی کہ دونون متحد ہون -

تیسرا اصول - ورک آف گاڈ یعنی قانون قدرت ایک عملی عہد خدا کا ہی - اور وعدہ اور وعید یہ قولی معاہدہ ہی اور اُن دونون مین سے کوئی بھی خلاف نہین ہو سکتا - لیکن اس سے یہ سمجھنا کہ اُسکی تسلیم سے خدا کی قدرت مطلق مین نقصان آتا ہی جیسا کہ مین سمجھتا ہون کہ تمھارا خیال ہی - محض غلط اور وہم اور نا سمجھی ہی اس راز کے سمجھانے کو چند سطرین کافی نہین -

چوتھا اصول - خواہ یہ تسلیم کرو کہ انسان مذہب یعنی خدا کی عبادت کے لیے پیدا ہوا ہی - خواہ یہ کہو کہ مذہب انسان کے لیے بنایا گیا ہی دونون حالتون مین ضرور ہی کہ انسان مین بہ نسبت دیگر حیوانات کے کوئی ایسی چیز ہو کہ وہ اُس بار کے اُٹھانے کا مکلف ہو اور انسان مین وہ شی کیا ہی ؟ عقل ہی - اسلیے ضرور ہی کہ جو مذہب اُسکو دیا جاوے وہ عقل انسانی کے مافوق نہو (مجھکو افسوس ہی کہ تم ہرگز نہین سمجھتے کہ عقل انسانی اور عقل شخصی مین کیا فرق ہی) اگر وہ عقل انسانی کے مافوق ہی تو انسان اُسکا مکلف نہین ہو سکتا بلکہ اُسکی ایسی مثال ہو گی جیسے کہ بیل یا گدھے کو امر و نہی کا مکلف قرار دیا جاوے یا جونپور کا قاضی بنا دیا جاوے -

مذہب اسلام اور خدا کا کلام ان تمام نقصانون سے پاک ہی وہ بتاتا ہی کہ تم سمجھ لو اور سمجھکر یقین کرو کہ جو کچھ خدا بتاتا ہی اور کہتا ہی وہ سچ ہی - اس سے زیادہ سچائی کیا ہو سکتی ہی

جو بانی اسلام کی زبان سے کہدینے کو خدا نے فرمایا۔ انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد۔ انما انا بشیر و نذیر۔ جان من۔ مذہب اسلام اور خدا کے کلام کو دیو پری کے قصے مت بناؤ ورنہ جو فوقیت اسلام کو دوسرے مذاہب باطلہ سے ہی وہ ساقط ہو جاتی ہی اور انسان عقل انسانی کی رو سے قابل یقین نہین رہتا۔

جاہل ایک بات کو جو عقل انسانی کے مافوق ہی مان سکتا ہی اسوجہ پر کہ فلان بزرگ نے کہی ہی اور اُسکا ایمان مضبوط رہتا ہی کیونکہ وہ اسکے سوا اور کچھ نہین جانتا مگر جسکو خدا نے عقل انسانی یا اُسکا کوئی حصہ عطا کیا ہی وہ ایسی بات پر جو مافوق عقل انسانی ہی یقین نہین کرسکتا۔

مین نے بہت سے عالمون کو یہ بات کہتے سنا ہی اور شاید تمبر بھی گزرا ہو گا کہ فلان بات دل مین تو نہین بیٹھتی یا سمجھ مین تو نہین آتی مگر قرآن یا حدیث مین آئی ہی مان لینی چاہیئے اسطرح مان لینے پر یقین اور ایمان کامل کا اطلاق نہین ہو سکتا گو کہ نجات کے لیے کافی ہو۔

اب تمھارے دل مین بہت سے شبہات پیدا ہونگے اور تم خیال کرو گے کہ مذہب اسلام اور قرآن مجید مین تو بہت باتین مافوق عقل انسانی مین مگر یہ تمھاری سمجھ کا قصور ہی قرآن مجید اس نقصان سے پاک ہی۔

تم نے بہت مدت تک نوکری کی اب اُسکو چھوڑ دو علیگڈھ مین چلے آؤ یہان رہو چند مدت کی گفتگو اور سمجھانے اور بتانے کے بعد تمکو ثابت ہو جاوے گا کہ اسلام مین اور

قرآن مجید مین کوئی بات مافوق عقل انسانی نہین ہی - والسلام

از الہ آباد　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　خاکسار

۱۷ اگست ۱۸۹۲ء　　　　　　　　　　　　　　　　　　　سید احمد

دوسرا خط نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علیخان کا

بنام

سید احمد

حیدر آباد دکن　　　　　　　　　　　　　　　　　　　۱۹ ستمبر ۱۸۹۲ء

جناب عالی

آپ کا خط ۱۷ اگست کا لکھا ہوا پہونچا - مجھے اسکا ذرا بھی خیال نہ تھا کہ اُن دو فقرون پر جو یون ہی اسرسری طور پر میرے قلم سے آپ کی تفسیر کی نسبت نکل گئے تھے آپ اتنی توجہ فرماوینگے اور اُسکے متعلق ایسا بڑا خط لکھین گے - مگر مین نہایت خوش ہون کہ آپ نے اُسپر ایسی توجہ فرمائی اور مجھے اپنے شبہات کا زیادہ تفصیل سے عرض کرنے کا موقع دیا - مجھے امید ہی کہ آپ نہایت ٹھنڈے دل سے میری اس تحریر کو ملاحظہ فرماوینگے اور محققانہ جواب سے میرے دل کے سارے شکوک دور کردینگے - آپ یقین کیجیے کہ مین اگرچہ آپکے نزدیک آبائی تقلید کی دلدل مین پھنسا ہون مگر اُس سے نکلنے پر آمادہ ہون - بشرطیکہ آپ مجھے ثابت کردین کہ مین درحقیقت کسی ایسی دلدل مین پھنسا ہون

اور یہ کہ اُس سے نکلنے کے بعد کسی ایسے گہرے تاریک اور آگ سے بھرے ہوئے غار مین گر نے کا اندیشہ نہین ہی جسکی نسبت میرے حق مین دلدل ہی مین پھنسا رہنا زیادہ مفید ہو -

حضرت آپنے اٹھارہ برس کے بعد میرے دل پر تازیانہ لگایا ہی اور بھرے ہوے زخم کو پھر ہرا کیا ہی اگر اُسکے درد سے مین چلاؤن اور نالہ و شیون کرون تو مجھے معذور سمجھیے اور میرے شور و فغان کو سُنکر میرے درد کی دوا فرمایے - ایسا نہو کہ آپ اَور چوٹ لگا دین اور مجھے چلانے اور غل مچانے پر زیادہ مجبور کرین -

جناب والا - آپنے میرے اُس خیال کی نسبت جو آپکی تفسیر کی نسبت ہی دو سبب قرار دئے ہین - ایک آبائی خیالات کی پابندی - دوسرے علما کے اقوال اور تفاسیر پر یقین - پہلے امر کی نسبت مین تسلیم کرتا ہون کہ خدا نے اپنی مہربانی سے مجھے مسلمان کے گھر مین پیدا کیا - بچپن سے میرے کان مین اسلام کی باتین ڈالین - اور مین بچپن سے اسلامی باتین سنتا رہا اور بلاشبہ اُنکا بہت بڑا اثر میرے دل پر ہوا - مگر مین یہ بات نہین مان سکتا کہ جو کچھ مینے سُنا اور جو کچھ سُنی ہوئی باتون کا اثر میرے دل پر ہوا وہ عموماً ایسا قوی تھا کہ اُسکو مین دل سے مٹا نہین سکا - مین اپنی زندگی کے پچھلے دنون پر جب ایک سرسری نظر ڈالتا ہون تو ایک بہت بڑا سلسلہ ایسے خیالات اور اعتقادات کا پاتا ہون جنمین نہایت تغیر و تبدل ہوا ہی - بہت سی چیزین ایسی دیکھتا ہون جنکو مین اول صحیح سمجھتا تھا مگر اب غلط جانتا ہون اور بہت سے خیالات ایسے ہین جنکو ایک زمانہ مین

برا جانتا تھا مگر اب اچھا سمجھتا ہون - پھر مین یہ تغیر خیالات کا صرف جزئیات مین نہین پا تا بلکہ اصول اور کلیات مین بھی پس اگر آپ کے ارشاد کے موافق آبائی تقلید کی جڑ میرے دل مین ایسی مضبوط ہوتی کہ کسیطرح وہا اُکھڑ نہ سکتی تو مین اپنے دل سے ایسے خیالات کو جو لڑکپن سے میرے دل مین جمے ہوئے تھے کیونکر اکھاڑ کر پھینکدیتا اور بہت سی ایسی باتون کو جو سُنتے سُنتے کالنقش فی الحجر ہو گئی تھین حرف غلط کیطرح صفحۂ دل سے کسطرح مٹا سکتا - اِسلیے جہانتک مین اپنے دل کو دیکھتا ہون اُسے حق کے قبول پر آمادہ اور آبائی خیالات اور رسم و رواج اور قوم اور برادری کی پابندی سے آزاد پاتا ہون اسپر میری رائے جبکہ آپکی تفسیر کے بعض مضامین سے ایسی مخالف ہی کہ اوسکی نسبت القول بما لا یرضی بہ قایلہ کہ بیٹھا تو اسکا کوئی نہ کوئی سبب ہوگا - بظاہر حالات تو مقتضی اسکے تھے کہ مین آپکی رائے سے اتفاق کرتا - اور آپکے ہر خیال کو اچھا سمجھتا اسلیے کہ علاوہ اُس یقین کے جو مجھے آپکے اسلام اور عالی دماغی اور بلند خیالی اور پاک باطنی پر ہی میرے دل کو آپسے وہ نسبت ہے جو لوہے کو مقناطیس سے - جسطرح کہ اُسکے اختیار سے خارج ہی کہ مقناطیس کی طرف نہ جھکے اور اپنے آپ کو اُسکی کشش سے بچا سکے اسیطرح میرے امکان مین نہین ہی کہ آپ کی بات نہ مانون اور آپکے خیالات کا ہمصفیر نہ ہون مگر باوجود اسکے جبکہ مین آپکی تفسیر کے بعض مضامین کا مخالف ہوا اور مخالف بھی ایسا کہ اُس مخالفت کو نہ آپکی وہ عظمت و وقعت جو میرے دل مین ہی روک سکی نہ وہ محبت و ارادت جو نہ مجھے آپسے ہی اُسکی مانع ہوئی نہ آپکی جادو بھری تحریر نے اثر کیا نہ آپکی پُرزور تقریر

نے - تو میرے پیارے سید خدا کے لیے انصاف کرو کہ اُسکا سبب بچپن کی سُنی سنائی باتون کا اثر ہوگا یا اُس قوت ایمانیہ کا جسکے مقابلے مین سارے خیالات محبت اور عظمت اور ارادت کے دب گئے - اور یہ کمزور دل کا کام ہی یا اُس زبردست دل کا جسنے حق بات پر کسی اور چیز کو غالب ہونے ندیا -

دوسرا سبب - میری مخالفت کا آپ اُس اعتقاد کو قرار دیتے ہین جو مجھے علما کے اقوال اور تفاسیر کے رطب ویابس روایات پر ہی اور جو آپ کے نزدیک پہلے سبب کا قوی اور مضبوط کرنیوالا ہی - آپ کی اس تحریر نے مجھے نہایت متعجب کیا اسلئے کہ آپ سے بہتر کوئی نہین جانتا کہ میرے خیالات اس بارہ مین کیا ہین اور علما اور اُنکی کتابونکی نسبت مین کیا راے رکھتا ہون - آپ خوب جانتے ہین کہ میرے نزدیک نہ کوئی کتاب خدا کی کتاب کے سوا غلطی سے پاک ہی گو وہ کیسی ہی اصح الکتب کیون نہ سمجھی گئی ہو - اور نہ کوئی شخص سواے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے خطا اور غلطی سے محفوظ ہی گو وہ صحابی اور امام ہی کیون نہ ہو - بلاشبہہ اسلام اسپر فخر کرسکتا ہی کہ اُسمین بہت بڑے مفسر اور محدث اور مجتہد اور عالم اور فقیہ اور حکیم ہوئے اور بہت مفید اور قابلِ قدر کتابین لکھی گئین - اور ہمارے بزرگون نے بہت بڑا ذخیرہ علم کا ہمارے لیے چھوڑا اور ہم اُنکے علم اور اجتہاد اور راے اور تالیفات سے بہت بڑی مدد پاتے ہین مگر کوئی بھی اُنمین معصوم نہ تھا - نہ کسی پر جبرئیل امین وحی لائے تھے نہ کسی کی شان مین خدا نے ماینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی فرمایا تھا - اسپر بھی اگر کوئی کسیکو ہر طرح سے ہر بات

مین اور ہر حالت مین واجب التقلید سمجھے اور باوجود ظاہر ہوجانے غلطی کے خواہ وہ عقل و فطرت کی وجہ سے ہو یا کسی اور سبب سے اُسی کی کہی ہوئی یا لکھی ہوئی بات کو سچ سمجھتا اور یقین کرتا ہے تو وہ میرے نزدیک مشرات فی صفة النبوة ہی اور عقل سے خارج اور راہ راست سے کوسون دور۔ کیا خوب فرمایا امام غزالی رحمة اللہ علیہ نے من جعل الحق وقفا علی واحد من النظار فهو الی الکفر والتناقض اقرب۔ پس جبکہ عالمون اور کتابون کی نسبت میری یہ راے ہو اور جسے آپ خوب جانتے ہون تو آپ میرے اُس تعجب اور تاسف کا اندازہ کرسکتے ہین جو آپ کی اس تحریر سے مجھے ہوا ہوگا۔

خیر آپ کو اختیار ہی جو سبب چاہین آپ اُسکا قرار دین خواہ بچپن کے خیالات کو خواہ علما کے اقوال پر یقین کرنے کو مگر میرے نزدیک تو اسکا سبب صرف یہ ہی کہ آپ کی تفسیر بعض مقام پر تفسیر الکلام بما لا یرضیٰ به قایله ہی۔

جناب من مجھے تو آپ نے اپنی تفسیر کے اعلیٰ مقامات کے نہ سمجھنے پر یہ الزام لگایا کہ بچپن کی سنی سنائی ہوئی باتین دل مین ایسی جم گئی ہین کہ اُنھون نے غور و فکر کی قوت کو بیکار کر دیا ہی۔ مگر یہ تو فرمایئے کہ اس زمانہ کے فلاسفر اور سائنس (علم) کے جاننے والے جو تمام درجے نیچر (فطرة) کے طی کر کے نئی روشنی دنیا مین پھیلاتے ہین اگر حضرت کی نسبت کہین کہ گو آپ نے تقلید چھوڑی کتابون کو ردی سمجھا عالمون اور مفسرون کی تضحیک کی اور اپنے نزدیک تحقیق کے بڑے بڑے درجہ پر قدم رکھا اور قرآن کو نیچر اور قوانین نیچر کے مطابق کرنے مین بڑی زحمت اُٹھائی مگر باوجود اس عالی دماغی

اور روشنضمیری اور محققانہ خیالات اور حکیمانہ دماغ کے بچپن کی سُنی سُنائی باتون کے اثر سے آپ اپنے آپ کو بچا نہ سکے + اور اب تک خدا کے مقرر رسول کے قایل اور اصول دین کے معتقد بنے رہے - قصور معاف آپ کو اسکے جواب دینے مین اتنی آسانی نہوگی جتنی کہ مجھے آپکے ارشاد کے جواب مین ہی - اسلیے کہ مین ایک حد پر پہونچکر عقل کو معزول اور فطرت سے اپنے آپ کو بیخبر کمکر اپنا پیچھا چھڑا لون گا اور علی بدین العجایز کا اقرار کرنے لگون گا - مگر آپ کو بڑی مشکل پیش آوے گی کہ آپ ایک اصل کو بھی اصول دین سے اور ایک اعتقاد کو بھی منجملہ معتقدات مذہب کے ماڈرن سائینس (علوم جدیدہ) اور زمانہ حال کے فلسفہ کی رو سے لا آف نیچر کے مطابق ثابت نکرسکین گے ✱ یہ میرا کہنا درحقیقت معارضہ بالمثل نہین ہی اور نہ آپ کی جناب مین گستاخانہ خیال - مین اپنی ارادت اور عقیدت اور آپ کی شان کو اس سے بہت ارفع و اعلیٰ سمجھتا ہون کہ کوئی بے ادبانہ اور گستاخانہ بات زبان پر لاؤن - مگر عقیدت یا عظمت واقعات کو بدل نہین سکتی - جو کچھ مین نے کہا ہی یہ ایک واقعہ ہی اور اس زمانہ کے فلاسفر اور حکیم اور نئی سائنس کے عالم مذہبی خیالات رکھنے والون کی نسبت یہی کہتے مین

+ کچھ عجب نہین کہ اس مقام پر جو کچھ کہا ہی سچ ہو مگر مین نے اپنی دانست مین خدا اور رسول کو اور اسلام کی حقیقت کو بعد تحقیق اور بعد یقین مانا ہی با این ہمہ اگر اسمین کوئی شایبہ بچپن کی سُنی ہوئی باتون اور تعلیم پائی ہوئی کے اثر کا ہو اس سے مین انکار نہین کرسکتا ۱۲ سید احمد

✱ یہ کہنا صحیح نہین ہی کیونکہ مجھے دعویٰ ہی اور یقین ہی کہ مین عہدہ بر آ ہوسکون گا - والا فھو کاف لتسکین قلبی ولا حاجۃ لی ان اقول علی بدین العجایز ۱۲ سید احمد

چنانچہ ایک بہت بڑا یورپین عالم اپنی ایک مشہور کتاب مین جہان اُسنے خدا کی قدرت اور ارادہ اور علم اور تصرف فی العالم اور خالق خیر و شر ہونے سے انکار کیا ہی اور اُسے صرف ایک ایسی علۃ العلل قرار دیا ہی جسے کسی قسم کا اختیار یا تصرف عالم مین نہین ہی کہتا ہی کہ "یہ عقیدہ پُرانے خیالات سے زیادہ تر صاف اور عاقلانہ ہی مگر اسمین شک نہین کہ اُسکے ماننے کے لیے زیادہ قوت دل کی ضرورت ہی اور جن لوگون کو ہر معمولی واقعہ مین خدا کی خاص قدرت اور ارادہ اور پیش بینی اور ہر روزمرہ کی چیز مین اُسکی نگرانی اور علم کے آثار پانے کی عادت ہوگئی ہی اُنکو یہ عقیدہ سرد اور غیر تسکین بخش معلوم ہوگا لیکن امیدین اور خیالات واقعات کے مقابلہ مین بے طاقت ہین" ایک اور صاحب فرماتے ہین کہ "جسے لوگ خدا اور خالق کہتے ہین وہ خود انسان کا مخلوق ہی" یعنی اپنے دل سے اُسے پیدا کر لیا ہی اور اپنے صفات کا جامع قرار دیا ہی" یہ صاحب دنیا کے ناقص اور غیر مکمل اور بے ترتیب ہونے پر اُسکے بنانیوالے کو براہ تمسخر و طنز ہواآموز قرار دیکر خدا کے ماننے والون کو احمق اور بیوقوف کہتے اور کتب آسمانی کے غلط اور جھوٹ ہونے پر اُنہین کی شہادت لاتے ہین۔ چنانچہ انجیل سی پاک کتاب کی نسبت آپ فرماتے ہین کہ "میری راے مین کسی دانشمند آدمی کو اسبات کے یقین دلانے کو کہ انجیل انسان کی بناوٹ بلکہ وحشیانہ ایجاد ہی صرف اسیقدر ضرورت ہی کہ وہ انجیل کو پڑھے" پھر آپ لوگون سے فرماتے ہین کہ "تم انجیل کو اسطور سے پڑھو جیسے کہ تم اور کسی کتاب کو پڑھتے ہو اور اُسکی نسبت ایسے خیالات کرو جیسے کہ اور کتابون کی نسبت کرتے ہو۔ اپنی

آنکھون سے تعظیم کی پٹی نکال ڈالو اور اپنے دل سے خوف کے بھوت کو بھگا دو اور دماغ اوہام سے خالی کرو تب انجیل مقدس کو پڑھو تو تم کو تعجب ہوگا کہ تم نے ایک لحظہ کے لیے بھی کیونکر اس جہالت اور ظلم کے مصنف کو عقلمند اور نیک اور پاک خیال کیا تھا۔* یہ خیالات کچھ ایک دو مصنفون کے نہین ہین بلکہ اکثر سائنس کے جاننے والے مذہب کے ماننے والون اور خدا کے متصف بصفات وجوبیہ وسلبیہ سمجھنے والون پر نہایت تعجب اور تاسف کرتے ہین۔ پس جبتک کہ آدمی علم کی معراج کے اُس درجہ پر نہ ہو پنچ جاوے وہ ایسے لوگون کے نزدیک ضرور آبائی خیالات کا پابند سمجھا جاوے گا اور جبتک خدا اور رسول اور دعا اور اصول دین کو مانتا ہے گو وہ کتنے ہی زینے علوم نیچر کے طے کر چکا ہو مجھ ہی سا ضعیف القلب اور کمزور ٹھہرے گا اگر فرق ہوگا تو کمی بیشی کا مجھے ایسے لوگ زیادہ بودے دل کا سمجھین گے اسلیے کہ مین خدا کو قاضی الحاجات سمجھتا ہون۔ دعا کو ایک سبب حصول مقصد کا اور اجابت دعا کے معنی مطلب کا حاصل ہونا جانتا ہون۔ جبریل کو ایک فرشتہ وحی کا لانے والا اور نبوت کو ایک عمدہ خدا کا دیا ہوا خیال کرتا ہون آپ کو ان باتون کے انکار سے بہ نسبت میرے زیادہ قوی اور زیادہ ہمت والا سمجھین گے مگر پورا مرد اور بچپن کی سُنی سنائی باتون کی قید سے کامل آزاد نہ کہین گے۔ اسلیے کہ آپ بھی خدا کے معتقد رسولؐ کے قایل قرآن کے مقر ہین اور عذاب وثواب حشر ونشر وغیرہ اصول دین

* آپ یقین کرلیں کہ جب ہم اُنکے مقابل کچھ لکھیں گے تو اُنکے ان اقوال کا غلط ہونا نیچر کی رو سے اور عقل ودلایل سے ثابت کردینگے۔ ۱۲ اسلیہ منہ۔

کو مانتے ہین گو بعض کی حقیقت مین عامہ مسلمین سے کچھ اختلاف رکھتے ہون -

بہرحال جو دو سبب آپ نے میری مخالفت کے اپنی تفسیر سے قرار دئے ہین انمین سے کسی ایک کو بھی مین نہین مانتا - (الحمد للہ ۱۲ سید احمد) اب رہا یہ امر کہ میرے پاس خدا کی بھیجی ہوئی وحی آئی تھی جس سے مجھے ثابت ہوا کہ مرضی قایل یعنی خدا کی وہ نہین ہی جو آپ سمجھے ہین - اُسکی نسبت باادب تمام عرض کرتا ہون کہ مجھپر تو وحی اُنکی ضرورت جب ہوتی کہ مین کوئی ایسی بات بیان کرتا جو انسانون کی معمولی سمجھ سے خارج ہوتی یا وہ معنی قرآن کے بیان کرتا جسے نہ صاحب الوحی سمجھے تھے نہ صحابہ نہ ایمہ نہ عامہ مسلمین † ہان آپ نے بعض مقامات پر قرآن کے وہ معنی بتائے ہین جو نہ لفظون سے نکلتے ہین نہ محاورہ عرب کے مطابق ہین نہ سیاق کلام کے موافق بلکہ جو اسلام کا منشا اور قرآن کا مقصود اور پیغمبر کی ہدایت کی اصلی غرض ہی اُن سب کے خلاف - پس ایسی صریح اور صاف بات کے لیے مجھپر وحی آنے کی ضرورت نہ تھی اور خدا کی عام مرضی معلوم ہونے کے بعد جو معنی اُسکے خلاف لیے گئے اُسپر لایرضی بہ قایلہ کہنا بیجا نہ تھا اب رہا اسکا ثبوت وہ مین آیندہ آپ کی تفسیر کے بعض اقوال نقل کرکے بخوبی دونگا *

مگر با این ہمہ آپ یہ خیال نفرمادین کہ مین اُس ضرورت سے بیخبر ہون جسنے آپ کو تفسیر لکھنے پر مجبور کیا یا مذہب اور علم کی اُس لڑائی سے ناواقف ہون جو نہایت زور شور

† ابھی یہ دعوی ثابت نہین ہوا اور بغیر اسکے ثابت کرنے کے کیونکر اسکو دلیل گردانا ہی ۱۲ سید احمد

* جب دوگے اور جب ثابت کروگے تب دلیل مین لانا اسوقت اُسپر استدلال بے موقع ہی ۱۲ سید احمد

سے اس زمانہ مین ہو رہی ہی - یا مین علم کے حملہ کو خفیف سمجھتا ہون جو وہ نئے ڈھنگ
سے اور نو ایجاد ہتیارون سے مذہب پر کر رہا ہی یا مین اپنے ہان کی موجودہ کتابون
کو اسوقت کی ضرورت کے لیے کافی سمجھتا ہون یا نئے خیالات اور نئے افکار کا
مخالف ہون - غالباً بہت کم آدمی ایسے ہونگے جو مجھسے بڑہکر اسبات کے خواہشمند
ہون کہ مذہب علم کے حملہ سے بچایا جاوے اور کم ایسے لوگ ہونگے جو آپ کی اس مردانہ
ہمت کی داد دیتے ہون - آپ اس لڑائی مین اسلام کا سفینہ علم لیکر علم کے سامنے آئے
اور ایسے غالب اور قوی حریف سے مصالحت کی کوشش کی - مجھسے بڑہکر کوئی نہین جانتا
کہ تفسیر کے لکھنے سے آپکا مقصود کیا ہی - کچھ نہین سوائے اسکے کہ اسلام اپنی سلطنت پر
قایم رہے اور علم اُسکا دوست سمجھا جاوے اور آپ کی تفسیر مین اسبات کی بہت سی
نشانیان بھی پائی جاتی ہین اور وہ غور سے دیکھنے والے کو نہایت اعلیٰ مضامین اور
حکیمانہ خیالات اور محققانہ باتون سے بھری ہوئی نظر آتی ہی - لاریب فیہ انہ کنز
مدفون من جواھر الفواید و بحر مشحون بنفایس الفراید - مگر مین یہ نہین مانتا کہ
آپ ہر جگہ اس مقصود کے حاصل کرنے مین کامیاب ہوئے بلکہ برخلاف اُسکے مین
یہ کہ سکتا ہون کہ آپ بعض جگہ تسامح کے درجہ سے گزر کر مغالطہ مین پڑ گئے - اور جس
حد پر پہونچکر آپ کو ٹھہرنا چاہیئے تھا اُس سے گزر گئے - آپنے اُن باتون کو جو اس زمانہ
کے علم وسائنس نے پیدا کی ہین بغیر کسی شک وشبہ کے صحیح اور یقینی مان لیا - اور جو
باتین قرآن مین بظاہر اُسکی مخالف معلوم ہوئین اُسمین ایسی تاویلین کرنی شروع کین کہ قرآن

کا مقصود ہی فوت ہوگیا اور اسپر ستم ظریفی آپ کی یہ ہی کہ آپ تاویل کو کفر قرار دیتے
اور اپنی تفسیر کو قرآن کے الفاظ اور سیاق اور محاورہ کے اور مقصود و محاورہ کے مطابق بتاتے ہین۔ لیکن اس
سے بھی آپ کا اصل مقصود کوسون دور رہا۔ اسلیے کہ نیچر اور لاآف نیچر اگر وہی ہی جو
اس زمانہ کے یورپین حکیم بتاتے ہین تو خدا کی خدائی اور رسولون کی رسالت اور عذاب و
ثواب کا اقرار وہی آبائی تقلید اور بچپین کی سنی سنائی باتون کا اثر سمجھا جاوے گا اور
قرآن باوجود انکار معجزات اور خرق عادات اور دعا اور اجابت دعا اور فرشتون
اور جنات کے نیچر اور لاآف نیچر کے مخالف ہی رہیگا۔ پس میرے نزدیک آپ دو
مصیبتون مین سے ایک مین سے بھی نہ نکل سکے۔ کہین قرآن کے معنی سمجھنے مین غلطی
کی اور کہین نیچر اور لاآف نیچر کے ثابت کرنے مین۔ بعض جگہ تو آپ قرآن کا وہ مطلب سمجھے
جو نہ خدا سمجھا نہ جبرئیل نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ صحابہ نہ اہلبیت نہ عامہ مسلمان اور کہین نیچر
کے دایرہ سے نکل گئے اور مذہبی آدمیون کی طرح پرانے خیالات اور پرانی دلیلون اور
پرانی باتون کا گیت گانے لگے۔ چنانچہ آپ کی تفسیر مین دونون باتون کا جلوہ نظر آتا ہے
جہان آپنے دعا اور اجابت دعا کے مشہور معنون سے انکار کیا معجزات اور خرق عادات
کو ناممکن سمجھکر حضرت عیسی کے بے باپ پیدا ہونے اور اُنکی طفلی کے زمانہ کے
واقعات اور احیاے اموات وغیرہ باتون کو اہل کتاب کی کہانیان بتلایا وہان آپنے
دکھادیا کہ آپ کی تفسیر قرآن کے الفاظ اور سیاق عبارت اور اُسکے عام منشا سے کچھ
مناسبت اور مطابقت نہین رکھتی۔ اور جہان آپنے خدا کی خدائی اور پیغمبر کی پیغمبری اور

قرآن کے کلام الہی ہونے اور ثواب و عذاب وغیرہ کا اقرار کیا گو اسکی حقیقت مین علمائے ظاہری کی رایون سے اختلاف کیا ہو وہان آپنے ثابت کر دیا کہ نیچر اور لاآف نیچر کا کچھ بھی اثر آپ پر نہین ہوا وہی سب پرانے خیالات آپ کے دل مین سمائے ہوئے ہین جن پر نیچر کے جاننے والے اور لاآف نیچر کے ماننے والے ہنستے ہین - کیا آپ ثابت کرسکتے ہین کہ یہ اعتقادات لاآف نیچر (قوانین فطرة) کے مطابق ہین (ہان ۱۲ سید احمد) یا ماڈرن سائنس (علوم جدیدہ) سے اسکی تصدیق ہوسکتی ہی (ہان ہوسکتی ہی ۱۲ سید احمد) اور اعتقادات کا تو کیا ذکر ہی آپ صرف خدا کی خدائی فلسفہ جدیدہ سے ثابت کر دیجئے (بیشک ۱۲ سید احمد) اور اُسکے خالق اور قادر اور حکیم اور علیم ہونے کا ثبوت حکمار زمانۂ حال کے اقوال سے پیش کیجیے (اسکی مجھے حاجت نہین ۱۲ سید احمد) میرے نزدیک اکثر فلسفی تو ایسے باہمت اور بہادر اور دل کے قوی ہین کہ وہ خدا کے وجود کے اعتقاد سے بڑھکر کسی بات کو بیہودہ نہین سمجھتے - اور نعوذ باللہ خدا کو خود انسان کے وہم و خیال کا پیدا کیا ہوا کہتے ہین - ہان بعض اُسکے وجود کے قایل ہین یا یون کہیے کہ منکر نہین ہین مگر وہ بھی کس خدا کے قایل ہین اُس خدا کے نہین جو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور محمد کا خدا ہی بلکہ اُس خدا کے جو ڈارون اور ہیکل کا خدا ہی جسکا نام اُنکی زبان مین فرسٹ کاز اور عربی مین علة العلل ہی و این خدا بجوے نمی ارزد بکار ما نمی آید - اُنکے خدا نے نہ کسی چیز کو اپنے ارادے اور مرضی سے پیدا کیا اور نہ کرسکتا ہی - نہ کسی چیز مین تصرف کیا نہ کرسکتا ہی - نہ وہ کسی قسم کا اختیار رکھتا ہی نہ کسی چیز کو جانتا ہی - نہ کسی بات کو سنتا ہی نہ قاضی الحاجات

ہی نہ سمیع الدعوات نہ فاعل مختار ہی نہ قادر علی الاطلاق - ہان اِس سے انکار نہین کہ وہ ایک
ہستی ہو جس سے کوئی غیر معلوم مادہ بلا اُسکے اختیار اور بغیر اُسکی مرضی کے اور بغیر تقدم
زمانہ کے ظاہر یا پیدا ہو گیا اور اس سے دوسرا اور دوسرے سے تیسرا اور تیسرے
سے چوتھا و ہلم جرا مواد پیدا ہوتے ہوتے مادی کائنات کا ظہور ہوا اور ایک ناکامل حالت سے
آہستہ آہستہ ترقی کرتے کرتے لاکھون کروڑون برسون کے تغیرات اور تنازعات کے بعد
یہ دنیا بنی اور جو کچھ اب ہم دیکھتے ہین اُسکا اسطور پر ظہور تدریجی عمل مین آیا - ولکن لیس
فیہما مایدل علی الاختیار بل کلہ عن الاضطرار - پس اگر یہ مسئلہ نیچر کا مان لیا جاے
اور یہ لاز آف نیچر تسلیم کر لیے جاوین تو فرمایے کہ وہ خدا جو خالق اور صانع قادر اور مرید سمیع
علیم مصور اور حکیم اور کیا کیا مانا جاتا ہی کہان باقی رہتا ہی اور جبتک کوئی ڈارون کا ہمخیال
اور ہکسل کا ہمصفیر نہ بنجاوے کیونکر وہ دل کا مضبوط اور دانشمند کہا جا سکتا ہی ✝ - رہا
اُنکا ہمخیال اور ہمصفیر ہونا - اسکی کسی اور کو خواہش ہو تو ہو مگر مجھے تو نہ اُسکی خواہش
ہی اور نہ طاقت (شاباش - شاباش ۱۲ سید احمد) میرا بودا دل اور ضعیف دماغ تو
اپنے اولڈ (پرانے) خدا کے چھوڑنے اور ساری صفات سے اُسے خالی کر کے صرف
فرسٹ کاز (علۃ العلل) ماننے سے بہت گھبراتا اور لرزتا ہی (شاباش شاباش ۱۲ سید احمد)
مین تو اپنی نادانی اور بزدلی کو اپنے حق مین ایسے حکیمون کی دانائی اور جوانمردی سے بہتر

✝ ہم انکی ان سب باتون کی غلطی نیچر سے ثابت کرنے کو موجود ہین اور نیچر ہی سے اُس خدا کو ثابت کرتے
ہین جو ابراہیم اور محمد کا خدا ہی ۱۲ سید احمد

زیادہ مفید سمجھتا ہون۔ لان البلاھۃ ادنی الی الخلاص من فطانۃ تبراء والعمی اقرب الی السلامۃ من بصیرۃ حولاء۔

اب مین اس خط کو تمام کرتا ہون اسلیے کہ جو دلچسپ مضمون آپ نے چھیڑا ہی وہ ایک یا دو خط مین نہین آسکتا ضرور ہی کہ ایک سلسلہ ایسی تحریرات کا آپکی اور آپ کی بدولت اخوان الیقین کی خدمت مین پیش کیا جاوے۔ مین اگلے خط مین نیچر اور لا آف نیچر اور ورک آف گاڈ یعنی خدا کے کام اور ورڈ آف گاڈ یعنی خدا کے کلام سے جو آپکی تفسیر کے اصول مین سے ایک اصول ہی بحث کرونگا اور اسبات کو دکھا دونگا کہ اس زمانہ کی سائنس کی رو سے جنکو آپ ورک آف گاڈ اور ورڈ آف گاڈ کہتے ہین بلکہ خود گاڈ خیالی ڈہکوسلے اور اولڈ فیشن والون کے سٹریل خیالات ہین کہان کا گاڈ اور کہان کا ورک آف گاڈ اور کیسا ورڈ آف گاڈ۔ علم کی روشنی نے ان تاریک خیالات سے دنیا کو پاک کرنا شروع کر دیا ہی اور جنکے دل نئے خیالات کی تیز شعاعون سے روشن ہو گئے ہین وہ ان لغویات کو کچھ نہین سمجھتے۔ اُنکے نزدیک ان پرانی باتون اور ان جہالت و وحشت کے یادگار خیالات کی جگہ اب باقی نہین رہی الا اُن لوگون مین جو آبائی تقلید کے بندون مین پھنسے ہوئے اور بچپن کی سنی سنائی باتون کے دام مین گرفتار ہین۔ ورنہ ماڈرن سائنس نے فتویٰ دیدیا ہی کہ خدا وجود معطل ہی۔ رزاقی اور الوہیت بیہودہ خیالات ہین۔ دعا اور عبادت وحشیون اور جاہلون کے ڈر اور خوف کا نتیجہ ہی۔ نبوت دھوکہ کی ٹٹی ہی۔ وحی افسانہ ہی۔ الہام خواب ہی۔ روح فانی ہی۔ قیامت ڈھکوسلہ ہی۔ عذاب و ثواب انسانی اوہام ہین۔ دوزخ و جنت الفاظ بے معنی ہین۔

انسان صرف ایک ترقی یافتہ بندر ہی بالعبد الموت نہ سزا ہی نہ جزا - وہ مرنے کے بعد سب جھگڑون قصون سے پاک ہی - پس ای میرے بزرگ سید اور ای میرے پیارے مرشد یہ ہین خیالات اُن لوگون کے جو کہ حقیقت مین دل کے قوی اور عقل کے کامل اور حکمت کے موجد اور علوم کے دریا کے شناور ہین - الذین یستحبون الحیواة الدنیا علی الاخرة و یصدون عن سبیل اللہ و یبغونها عوجا اولئک فی ضلال بعید[†]

محسن الملک

جواب از طرف سید احمد خان

مکرمی مہدی

آپ کا نہایت طولانی خط نہایت دلچسپ - فصیح و زبردست - دلکش مملو از قوت ایمانی و ممزوج از فطرت ربانی پہونچا - خوبی تحریر و فصاحت بیان جیسا کہ آپ کا خاصہ تسلیم کیا گیا ہی آپ کی ہر تحریر مین پایا جاتا ہی خواہ وہ میرے نام کا خط ہو خواہ لکچر اشاعت اسلام پر خواہ اور کوئی لکچر - مگر معاف کیجیے اتنا ضرور کہون گا کہ ذرا سی کسر تعمق نظر کی ہی ہجا ہی - و عندی هذا دابکم -

---

† لاکن یا حبیبی انت تنظر الامور بعین واحدة لا بعینین تارة تنظر الاسلام بعین و تارة اقوال الملحدین بعین و لا تنظر ما بجانب الآخر فلو نظرت کلیهما بعینین لکشفت لک حقیقة الاسلام ظاهره و باطنه و ظهرت لک الاغلاط و الصواب فی اقوال الملحدین الذین ذکرت اقوالهم باعظم الشان و افضل البرهان و لاخترت صراطا مستقیما اللهم اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم و لا الضالین آمین ۱۲ سید

بات یہ ہی کہ مین خود یہ چاہتا ہون کہ کوئی دوست اور صاحب سمجھ ایسا ہو جو میری تفسیر پر متوجہ ہو اور اُسکی غلطیون سے مجھے آگاہ کرے - اور شاید آپ کو یقین ہوگا کہ اگر وہ آگاہی آپ سے مجھکو حاصل ہو تو اُس سے زیادہ خوشی مجھے اور کوئی نہین ہو سکتی - مگر جسطرح پر آپنے یہ خط لکھا ہی یا آیندہ نسبت کسی مقام تفسیر کے کچھ لکھین وہ کچھ مفید نہین ہو سکتا - کیونکہ جو جواب آپ کا میرے خیال مین ہی وہ مجھکو اُسطرف لیجاوے گا کہ پوری غور نہین کی اور اصل بات نہین سمجھی -

فروع ہمیشہ متفرع ہوتے ہین کسی اصول پر اور اسلیے فروع پر بحث مفید نہین ہوتی جبتک کہ وہ اصل جسپر وہ فرع متفرع ہی صحیح یا غلط نہ قرار پاوے - اگر وہ اصل صحیح ٹھہرے تو ضرور ہی کہ فروع اُسکے تابع قرار دیے جاوین اور صحت اصل وہی دلیل قاطع اور برہان قطعی اُس امر کی صحت کی ہوگی جو بات کہ بلحاظ تابع ہونے اُس فرع کے اپنی اصل سے قرار دی گئی ہی -

مثلاً امام شافعی کے نزدیک حرمت مصاہرت بدون ازدواج شرعی کے نہین ہو سکتی اب اسپر یہ امر متفرع ہی کہ اگر کسی کے باپ کی کسی عورت سے آشنائی ہو اور کتنی ہی مدت رہی ہو بیٹا اُس سے نکاح کر سکتا ہی - یا خود کسی شخص نے کسی عورت سے آشنائی رکھی ہو پھر اُسکی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہی - اس فرع کی بہت عیوب اور بُرا بیان بیان ہو سکتی ہین لیکن جب تک وہ اصل غلط نہ ٹھہرے فرع کے نقصان و عیوب بیان کرنے سے کوئی نقصان لازم نہین آتا - بلکہ صحت اصل دلیل قاطع صحت فرع کی ہی وہ بحال خود باقی رہتی ہی

جب تک کہ وہ اصل باطل نہ ہو۔

مشکل یہ ہی کہ ہم مین اور تم مین یہ امر طے نہین ہوئے کہ اصول تفسیر کیا ہین یا کیا ہونے چاہئین جب وہ اصول قرار پاجاوین اُسوقت کسی خاص آیت پر بحث ہو سکتی ہی۔ اور بغیر اسکے یہ کہدینا کہ یہ تفسیر نہ محاورہ عرب کے مطابق ہی نہ سیاق کلام کے موافق۔ بلکہ جو اسلام کا منشا اور قرآن کا مقصود اور پیغمبر کی ہدایت کی اصل غرض ہی اُن سب کے برخلاف ہی۔ کچھ موثر نہین۔ اسطرح اُوٹ پٹانگ بات کہدینے سے کچھ فایدہ نہین ہوتا۔

مین چاہتا ہون کہ مجھسے اور آپسے مکاتبات ہون صرف متعلق تفسیر اور وہ بطور رسالہ کے جمع کیے جاوین اور اُسکا نام "مکاتبات الخلان فی اصول التفسیر و علوم القرآن"۔ رکھا جاوے۔ شروع ان مکاتبات کی اسطرح پر ہو کہ مین آپ کی خدمت مین ہر ایک اصول تفسیر کو وقتاً فوقتاً بھیجون۔ اگر وہ اصول آپکے نزدیک صحیح ہو تو آپ اُسپر لکھدین کہ یہ اصول صحیح ہی۔ پس وہ ہم مین اور آپ مین اصول مسلمہ ہوگا خواہ وہ اصول ہم دونون نے بلحاظ مذہب آبائی تسلیم کیا ہو خواہ از روے تحقیق کے۔ اور جس اصول کو آپ غلط تصور کرین اُسکی تردید کردین۔ بعد تحریرات تین امر اُسکی نسبت ہونگے۔ یا تو آپ اُسکو تسلیم کرینگے تو وہ اصول مسلمہ فریقین ہو جاوے گا اور یا آپ کی تردید کو مین تسلیم کرلونگا تو اُسپر کوئی تفریع معانی قرآن مین نکی جاوے گی یا ہم دونون مین اختلاف باقی رہے گا اس صورت مین وہ اصول آپ کے مقابلہ مین حجت نہوگا۔

جب یہ سب اصول اسطرح پر طے ہو جاوین اُسوقت مین آپ کو اجازت دون گا کہ اب میری تفسیر کے جس مقام کو آپ غلط سمجھین اُسپر تحریر فرماوین۔ مگر جبتک اسطرح پر اوّل اصول نہ قرار پالین اعتراضات و تحریرات و جواب و سوال محض بے سود معلوم ہوتے ہین اور اوقات عزیز کا ضایع ہوتا ہی۔ اگر اسطرح ایک رسالہ اصول تفسیر کی تحقیق مین ہماری اور آپ کی تحریرات کا جمع ہو جاوے تو کچھ شبہ نہین کہ نہایت ہی مفید اور بکار آمد ہوگا۔ پس اگر آپ اس بات کو منظور کرین تو مین آپکی خدمت مین اُن اصولون کو وقتاً فوقتاً بھیجنا شروع کرون بعد اسکے نسبت تفسیر کے جو تحریر ہو وہ ہو۔

اخیر خط مین جو آپ نے لکھا ہی کہ نئے خیالات کی روشنی سے مین بتاؤن گا کہ نہ خدا ہی اور نہ ورک آف گاڈ اور نہ ورڈ آف گاڈ بلکہ انسان ایک بندر ترقی یافتہ ہی جو فنا ہو جاویگا یہ مباحث تفسیر کی بحث سے کچھ علاقہ نہین رکھتے جبکہ آپ تفسیر کی صحت و عدم صحت سے بحث کرتے ہین تو قرآن کا تسلیم کرنا لازم آتا ہی اور اُسکو تسلیم کر کے اُسکی معنی کی صحت پر یا عدم صحت پر بحث رہجاتی ہی۔ اگر خدا پر بحث کیجاوے تو وہ جداگانہ بحث ہی پس آپ کا یہ خط اُس حد سے جسپر آپ نے پہلا خط لکھا ہی اور جسکا جواب مینے لکھا خارج ہی اور جب اسطرح خارج از مبحث کلام ہوتا ہی تو اُسکی نسبت تحریرات فضول معلوم ہوتی ہین۔ والسلام

الہ آباد
خاکسار

۸ ر اکتوبر سنہ ۱۸۹۲ ع
سید احمد

اس خط کا جواب غالباً بسبب کثرت کام کے میرے پاس نہین آیا۔ میرا ارادہ تھا

کہ جب میری تفسیر پوری ہوجاوے گی اور اول سے آخر تک قرآن بنظر غایر تمام ہوجاویگا
اُسوقت مین دیباچہ تفسیر کا لکھون گا اور اُسمین وہ تمام اصول بیان کرون گا جو تفسیر
لکھنے مین مین نے اختیار کیے ہین مگر جو کہ اُس کو زمانہ دراز درکار تھا
اس لیے مین نے خیال کیا کہ مقدم اصولون کو جو مین نے تفسیر کے لکھنے مین اختیار
کیے ہین لکھدون اور باقی اصول اُسوقت پر منحصر رکھون جبکہ تفسیر تمام ہوجاوے اور خدا
کی مرضی اُنکے لکھنے پر ہو- پس یہ چند مقدم اصول ہین جن پر میری تفسیر مبنی ہی اور جو ایک
رسالہ کی صورت مین لکھے گئے ہین اور اسلیے مین نے اسکا نام بھی تحریر
فی اصول التفسیر رکھا ہی- اب مین اُن اصولون کو شروع کرتا ہون - وبہ
نستعین وھو نعم المولی ونعم النصیر-

الاصل الاول

یہ بات مسلم ہی کہ ایک خدا خالق کائنات موجود ہی- وھو احد صمد لم یلد ولم
یولد - واجب الوجود حی لایموت - ازلی وابدی - وھو علۃ العلل لجمیع المخلوقات
علی ما کانت وعلی ماتکون

الاصل الثانی

یہ بھی مسلم ہی کہ اُسنے انسانونکی ہدایت کے لیے انبیا مبعوث کیے ہین اور محمد صلی اللہ
علیہ وسلم رسول برحق وخاتم المرسلین ہین -

الاصل الثالث

یہ بھی مسلم ہو کہ قرآن مجید کلام الٰہی ہو۔ نزل علی قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم او یوحی الیہ وانہ علیہ الصلوۃ والسلام۔ ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔

الاصل الرابع

یہ بھی مسلم ہو کہ قرآن مجید بلفظہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر نازل ہوا ہو یا وحی کیا گیا ہو۔ خواہ یہ تسلیم کیا جاوے کہ جبریل فرشتہ نے آنحضرت تک پہونچایا ہو جیسا کہ مذہب عام علماء اسلام کا ہو۔ یا ملکہ نبوت نے جو روح الامین سے تعبیر کیا گیا ہو آنحضرت کے قلب پر القا کیا ہو جیسا کہ میرا خاص مذہب ہو کما قلتُ۔

زجبریل امین قرآن بہ پیغامے نمیخواہم	ہمہ گفتار معشوق ست قرآنے کہ من دارم

اور ان دونون صورتون کا نتیجہ متحد ہو اور اسلیے اسپر کوئی بحث ضرور نہین ہو۔

مگر مین اس بات کو تسلیم نہین کرتا کہ صرف مضمون القا کیا گیا تھا اور الفاظ قرآن آنحضرت صلعم کے ہین جنسے آنحضرت نے اپنی زبان مین جو عربی تھی اُس مضمون کو بیان کیا ہو۔

والعجب ثم العجب علی ما قال الامام حجۃ الاسلام بل حجۃ اللہ فی الانام الشاہ ولی اللہ الدھلوی فی کتابہ التفہیمات الالٰھیہ حیث قال۔ فمن ذلک (ای من التدلیات) القران العظیم وذلک ان الفاظ القران انما ھی من اللغۃ العربیۃ التی یعرفھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ویتخیلھا والمعانی فایضۃ من الغیب تعلیما لہ صلی اللہ علیہ وسلم

تدلیا الی الخلق فهم صار کلاما الهیا انما صار لان ارادة الخیر بالناس امدت فی خیاله علیه السلام فهی التی جمعت الالفاظ و نظمها ثم امدت فی هذا النظم فالبس لباسا محاکیا للجبروت فصار بذلک تدلیا الهیا و سمی کلام الله (تفہیمات الہیہ صفحہ ۱۴۱) اللهم الا ان یقال هذا بیان تدلیات وهو رحمة الله علیه اذرج القرآن من حیث القاء المعانی تحت التدلیات۔

مگر یہ قول شاہ صاحب کا عقل اور نفس الامر دونون کے مخالف ہی خود قرآن مجید مین ہی کہ وانه لتنزیل رب العالمین نزل به روح الامین علی قلبک لتکون من المنذرین بلسان عربی مبین (سورہ شعرا ایت ۱۹۲-۱۹۴) دوسری جگہ فرمایا ہی۔ انا انزلناه قرانا عربیا لعلکم تعقلون۔ (سورہ یوسف ایت ۲) اس سے ظاہر ہی کہ نزول قرآن قلب آنحضرت پر عربی زبان مین ہوا تھا نہ یہ کہ صرف معنی القا ہوئے تھے اور الفاظ جنسے وہ معنی تعبیر کئے گئے ہین آنحضرت کے تھے۔

نفس الامر کے اسلیے برخلاف ہی کہ خود تم اپنے نفس پر غور کرو کہ کوئی مضمون دل مین مجرد عن الالفاظ آہی نہین سکتا اور نہ القا ہو سکتا ہی۔ تخیل یا تصور کسی مضمون کا مستلزم اُن الفاظ کے تخیل یا تصور کا ہی جنکا وہ مضمون مدلول ہی۔ مضمون کا الفاظ سے مجرد ہونا محالات عقلی سے ہی اور اسلیے قرآن مجید بلفظہ آنحضرت کے قلب پر القا ہوا تھا اور وہی الفاظ اور اُسی نظم سے جسطرح القا ہوئے تھے آنحضرت نے لوگون کو پڑھ سنایا۔

الاصل الخامس

قرآن مجید بالکل سچ ہی کوئی بات اُسمین غلط یا خلاف واقع مندرج نہین ہی خود قرآن مین ہی
وان الکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید۔
(سورہ فصلت الم سجدہ آیت ۴۱) اور حکایتاً کسی قول کا نقل کرنا صرف بغرض
بیان یا بغرض تردید یا لوگون کے اعتقادات کو جو منافی مقصد قرآن کے نہین مین
بلا بحث اُنکی اصلیت اور واقفیت کے تسلیم کرکے اُن پر استدلال کرلینا یا بطور حجت
الزامی کے پیش کرنا یا امور ظاہر الوقوع کو اُنکی ظاہری حالت پر بلا اُنکی اصلی لمیت پر
بحث کے بیان کرنا یا کلام غیر مقصود بالذات کا اثنائے کلام مین آنا قرآن مجید کی صداقت
کی منافی نہین ہی۔

الاصل السادس

صفات ثبوتی اور سلبی ذات باری کے جسقدر قرآن مجید مین بیان ہوئے ہین سب
سچ اور درست ہین مگر اُن صفات کی ماہیت کا من حیث ھی ھی جاننا مافوق عقل انسانی
ہی اسلیے وہ صفات جس کیفیت یا جس حیثیت سے ہمارے ذہن مین ہین اور جنکو ہمنے ممکنات
سے اخذ کیا ہی بعینہ وبحیثیتہ ذات باری پر جو واجب الوجود ہی منسوب نہین کرسکتے اور صرف
یہ کہتے ہین کہ اُن صفات کے جو معنی مصدری ہین وہ ذات باری مین موجود ہین۔
یعنی علم۔ ایجاد۔ قدرت۔ حیات۔ الی غیر ذلک اور نیز اُن صفات کا ذات واجب الوجود
یا علۃ العلل مین ہونا ضروری سمجھتے ہین۔

الاصل السابع

صفات باری عین ذات ہین اور وہ مثل ذات کے ازلی وابدی ہین اور مقتضاے ذات ظہور صفات ہی - باتی وجہ کان وبائی شان یکون - علماے متکلین کا یہ مذہب ہی کہ صفات باری نہ عین ذات ہین اور نہ غیر ذات - مگر فلاسفہ الہیین عین ذات سمجھتے ہین اور اسلیئے اُنکا ظہور مقتضاے ذات قرار دیتے ہین مگر یہ سب نزاع لفظی ہی اور نتیجہ واحد ہی ہان اسمین شبہ نہین کہ متکلمین نے جو امر اختیار کیا ہی اُسکے لیے حجت ساطع اور برہان قاطع نہین ہی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تفہیمات الہیہ مین فرماتے ہین کہ " ان نزاع الفلاسفہ والمتکلمین فی ان اللہ تعالیٰ خالق بالاختیار اَو بالایجاب لیس فی معارد المعنی فی شئ - لما کان الارادۃ عند الفلاسفہ عین الذات کان الابداع ایجابا -

الاصل الثامن

تمام صفات باری کی نامحدود اور مطلق عن القیود ہین یفعل مایشاء ویحکم ما یرید - پس وہ اُن وعدون کے کرنے کا مختار تھا جنکو اُسنے کیا ہی اور اُس قانون فطرت کے قایم کرنے کا بھی مختار تھا جبر اُسنے کسی کائنات کو بنایا ہو یا اس موجودہ کائنات کو بنایا ہی یا آیندہ اور کسی صورت مین بنادے مگر اس وعدہ اور قانون فطرت مین جبتک

کہ وہ قانون فطرت قایم ہی تخلف محال ہی اور اگر ہو تو ذات باری کی صفات کاملہ مین نقصان لازم آتا ہی۔ اور اُن وعدون کا کرنا اور قانون فطرت پر کائنات قایم کرنا اُسکی قدرت کا اُنکا ثبوت ہی۔ اور اُنکے ایفا سے جسکا خود اُسنے اپنے اختیار سے وعدہ کیا ہی اُسکی قدرت کے مطلق عن القیود اور نامحدود ہونے کی معارض نہین ہو سکتا۔

قال اللہ تعالے۔ وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصالحات لھم مغفرۃ واجر عظیم۔ والذین کفروا وکذبوا بایاتنا اولئک اصحاب الجحیم۔ (آیت ۱۲ و ۱۳ سورہ المایدہ ۵)

وعد اللہ المنافقین والمنافقات والکفار نار جھنم خالدین فیھا۔ (ایت ۶۹ سورۃ التوبہ ۹)

وعد اللہ المومنین والمومنات جنات تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا (ایت ۷۳ سورۃ التوبہ ۹)

جنات عدن التی وعد الرحمن عبادہ بالغیب انہ کان وعدہ ماتیا (ایت ۶۱ سورۃ مریم ۱۹)

وقالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودات قل اتخذ تم عند اللہ عھدا فلن یخلف اللہ عھدہ ام تقولون علے اللہ ما لا تعلمون۔ (ایت ۷۴ البقر ۲)

ونادی اصحاب الجنۃ اصحاب النار ان قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فھل وجدتم ما وعد ربکم حقا قالوا نعم (ایت ۴۴ الاعراف ۷)

ولولا کلمة سبقت من ربك لقضی بينهم (ایت ۴۵ فصلت ۴۱ حم السجدہ)

ان اللہ لا یخلف المیعاد (ایت ۷ ال عمران ۳)

کان وعدہ مفعولا (ایت ۱۸ مزمل ۷۳)

فاصبر ان وعد اللہ حق (۵۷ و ۷۷۔ سورۃ المومن ۴۰)

ان آیتون سے ثابت ہوتا ہی کہ خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہی اور تخلف وعدہ نہین ہونے کا اور باوجود ان وعدون اور انکی عدم تخلف کے جابجا اپنے تئین قادر مطلق اور فعال لما یرید بیان کیا ہی جس سے ثابت ہوتا ہی کہ وعدہ اور عدم تخلف وعدہ اُسکے قادر مطلق ہونے اور اُسکی صفات کے مطلق عن القیود ہونے کی منافی نہین ہی۔

یہی حال قانون فطرت کا ہی جب یہ کائنات بنائی گئی ہی پہلا قولی وعدہ ہی اور قانون فطرت عملی وعدہ اُس قانون فطرت مین سے بہت کچھ خدا نے ہمکو بتایا ہی اور بہت کچھ انسان نے دریافت کیا ہی گو کہ انسان کو ابھی بہت کچھ دریافت نہوا ہو۔ اور کیا عجب ہی کہ بہت کچھ دریافت نہو۔ مگر جسقدر دریافت ہوا ہی وہ بلاشبہ خدا کا عملی وعدہ ہی جس سے تخلف قولی وعدہ کی تخلف کے مساوی ہی جو کبھی نہین ہو سکتا۔

خدا نے فرمایا ہی۔ انا کل شئ خلقناہ بقدر (ایت ۴۹ قمر ۵۴) پس جس اندازہ پر خدا نے چیزون کو پیدا کیا ہی اُس سے تخلف نہین ہو سکتا۔

پھر خدا فرماتا ہی ولکل امة اجل فاذا جاء اجلهم لا یستاخرون ساعة ولا یستقدمون (ایت ۳۴ اعراف ۷) پس ممکن نہین ہی کہ جو وقت جس چیز کے لیے مقرر

ہی وہ کسیطرح ٹل سکے۔

پھر خدا فرماتا ہی۔ فاقم وجھک للدین حنیفا فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللہ ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون (آیت ۲۹۔ الروم ۳۰) پس جس فطرت پر خدا نے انسان کو پیدا کیا ہی اُسکی تبدیل نہین ہو سکتی۔

دوسری جگہ فرماتا ہی۔ لا تبدیل لکلمات اللہ (ایت ۶۵۔یونس ۱۰) ہمارے نزدیک کلمات اللہ اور خلق اللہ دو مرادف الفاظ ہین جنکا مطلب یہ ہی کہ فطرت مین تبدیل نہین ہو سکتی۔

پھر فرمایا ہی۔ ولن تجد لسنتہ اللہ تبدیلا (ایت ۶۲ احزاب ۳۳) پس جو طریق کہ خدا نے مقرر کیا ہی اُسمین تبدل نہین ہو سکتا۔

یہ تو عام ہدایتین نسبت قانون فطرت کے تھین مگر خدا نے ہمکو خاص خاص قانون فطرت کے بھی بتائے ہین اور فرمایا ہی کہ لقد خلقنا الانسان من سلالتہ من طین۔ ثم جعلناہ نطفة فی قرار مکین۔ ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاما فکسونا العظام لحما ثم انشانا ہ خلقا اخر۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین (ایت ۱۲-۱۴-المومنین ۲۳)

دوسری جگہ فرماتا ہی کہ۔ فانا خلقنا کم من تراب ثم من نطفة ثم من علقة ثم من مضغة مخلقة وغیر مخلقة لنبین لکم ونقر فی الارحام ما نشاء الی اجل مسمی ثم نخرجکم طفلا ثم لتبلغوا اشدکم ومنکم من یتوفی ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم من بعد

علم شبا (آیت ۵ - الحج ۲۲)

ایک جگہ فرماتا ہی - من آیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون - (آیت ۲۰ - الروم ۳۰)

علاوہ اِنکے اور بہت سی آیتین اسی مضمون کی ہین جنمین ہمکو قانون فطرت یہ بتایا ہی کہ جوڑے سے یعنی زن و مرد سے اور نطفہ کے ایک مدت معین تک مقر رجگہ مین رہنے سے انسان پیدا ہوتا ہی - پس اِس قانون فطرت کے برخلاف اسیطرح نہین ہو سکتا جسطرح کہ قولی وعدہ کے برخلاف نہین ہو سکتا -

ایک جگہ فرمایا ہی - وآیۃ لہم اللیل نسلخ منہ النہار فاذاہم مظلمون و الشمس تجری لمستقر لہا ذلک تقدیر العزیز العلیم - والقمر قدرناہ منازل حتی عاد کالعرجون القدیم - لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النہار و کل فی فلک یسبحون (آیت ۳۷ - ۴۰ سورہ یٰس ۳۶)

پس یہ نہین ہو سکتا کہ سورج خلاف قانون فطرت جسطرح کہ وہ چلتا ہوا دکھائی دیتا ہی کسی کے لیے چلنے سے ٹھہر جاوے اور چاند اپنی منزلین طی کرتا ہوا جسطرح ہلال ہوا تھا پھر ہلال ہو - نہ یہ ہو سکتا ہی کہ سورج اور چاند ٹکرا جاوین - نہ یہ ہو سکتا ہی کہ رات دن گڈمڈ ہو جاوین - اور جبکہ یہ ثابت ہو گیا ہی کہ سورج کا چلنا زمین کی حرکت سے دکھائی دیتا ہی تو اسی آیت سے لازم آتا ہی کہ یہ بھی نہین ہو سکتا کہ زمین حرکت کرنے سے کسیوقت کسیکے واسطے ٹھہر جاوے ایسا ہونا خلاف قانون فطرت کے ہی اور وہ ویسا ہی ناممکن ہی جیسے کہ قولی وعدہ کے

برخلاف ہونا ناممکن ہی۔

پھر خدا نے ابراہیم کی زبان سے یہ قانون قدرت تبلایا کہ فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بھا من المغرب فبھت الذی کفر (ایت ۲۶۰ البقرہ ۲) پس یہ بات غیر ممکن ہی کہ جبتک یہ قانون فطرت قایم ہی سورج مشرق سے طلوع نکرے اور اُسی کے ساتھ یہ بھی ناممکن ہی کہ زمین مغرب سے مشرق کیطرف اپنے محور پر گردش نکرے اِسکے برخلاف ہونا ایسا ہی ناممکن ہی جیسے کہ قولی وعدہ کے برخلاف ہونا ناممکن ہی۔

ایک جگہ ابراہیم کے قصہ مین فرمایا ہی۔ فما کان جواب قومہ الا ان قالوا اقتلوہ اوحرقوہ فانجاہ اللہ من النار (ایت ۲۳ عنکبوت ۲۹) فانجاہ اللہ من النار سے ثابت ہوتا ہی کہ احراق خاصہ نار کا ہی)

ایک اور جگہ تمثیل مین فرمایا ہی۔ فاصابھا اعصار فیہ نار فاحترقت (ایت ۲۶۸ البقرہ ۲) پس ان دونون آیتون سے خدا نے ہمکو قانون فطرت یہ بتایا کہ آگ جلا دینے والی ہی۔پس جبتک یہ قانون فطرت قایم ہی اِسکے برخلاف ہونا ایسا ہی ناممکن ہی جیسے کہ قولی وعدہ کے برخلاف ہونا ناممکن ہی۔

ایک جگہ موسی کے قصہ مین فرمایا ہی کہ۔ واذ فرقنا بکم البحر فانجینا کم واغرقنا ال فرعون وانتم تنظرون (ایت ۴۷ البقرہ ۲)

ایک جگہ فرمایا ہی۔ فاغرقناھم فی الیم بانھم کذبوا بایاتنا وکانوا عنھا غافلین (ایت ۱۳۲ اعراف ۷)

ایک جگہ فرمایا ہی- وقوم نوح لما کذبوا الرسل اغرقناھم وجعلناھم للناس ایہ (آیت ۳۹- فرقان ۲۵)

ان آیتون مین اور انکی مثل بہت سی آیتون مین خدا نے یہ قانون فطرت بتایا کہ پانی مین بوجھل چیز ڈوب جاتی ہی پس جبتک یہ قانون قدرت قایم ہی پانی سے یہ فطرت معدوم نہین ہو سکتی اُسکا معدوم ہونا ایسا ہی ناممکن ہی جیسے کہ قولی وعدہ کے برخلاف ہونا ناممکن ہی-

ایک جگہ خدا فرماتا ہی- ھو الذی ارسل الریاح بشرا بین یدی رحمتہ وانزلنا من السماء ماء طھورا لنحیی بہ بلدۃ میتا ونسقیہ مما خلقنا انعاما واناسی کثیرا (ایت ۵۰ فرقان ۲۵) پس یہ نہین ہو سکتا کہ بغیر بادل کے پانی برسے اور فوایدمینہ کے جو خدا نے بیان کیے ہین وہ اُس سے حاصل نہون- اُنکے خلاف ہونا ایسا ہی ناممکن ہی جیسے کہ قولی وعدہ کا برخلاف ہونا ناممکن ہی-

یہ چند آیتین ہمنے بطور مثال کے لکھی ہین انکے سوا اور بہت کچھ قرآن مجید مین آیا ہی اور خدا نے ہمکو قانون فطرت بتایا ہی-

علاوہ اسکے انسان نے اُن چیزون کے تجربہ سے جو خدا نے پیدا کی ہین اُسکی مخلوقات کے قانون فطرت کو معلوم کیا ہی اور بے شبہ وہ دعوی نہین کر سکتا کہ اُسنے مخلوقات کے تمام قوانین فطرت کو دریافت کر لیا ہی اُنمین سے بہت سے ایسے محقق ہین جو درجہ یقین کو پہنچ گئے ہین اور کچھ ایسے ہین جو ابھی درجہ یقین کو نہین پہونچے- اور معلوم نہین کہ ابھی

تک کسقدر نامعلوم ہین -

جو کچھ کہ ہمنے قرآن مجید کی آیتون سے قانون فطرت بتایا ہی اُسپر کوئی کہ سکتا ہی کہ یہ قانون فطرت عام نہین ہی بلکہ اُسمین مستثنیات بھی ہین لیکن اُسکے ذمہ اُن مستثنیات کا قرآن مجید سے ثابت کرنا لازم ہوگا - مگر ہمارا یہ دعوی ہی کہ قرآن مجید سے اُس قانون فطرت مین مستثنی ہونا ثابت نہین ہوتا بسکو ہم آیندہ بیان کرینگے -

جو قانون قدرت کہ انسان نے تجربہ سے قائم کیا ہی اُسکی نسبت کہا جاسکتا ہی کہ جبکہ تمام قانون فطرت ابھی تک نامعلوم ہین تو ممکن ہی کہ کوئی قانون فطرت ایسا ہو جس سے مستثنیات ثابت ہوتے ہون - مگر یہ کہنا کافی نہین ہی اسلیے کہ امکان عقلی تو کوئی شی وجودی نہین ہی صرف ایک خیال غیر محقق الوقوع ہی - وان الظن لا یغنی من الحق شیئا - علاوہ اسکے امکان کا اطلاق اُس چیز پر ہوتا ہی جو کبھی ہو اور کبھی نہو - لیکن جس چیز کا کبھی وقوع ثابت نہوا ہو تو اُسپر امکان کا اطلاق غلط اور محض سفسطہ ہی - غرضکہ جو شخص قانون فطرت مین مستثنیات کا مدعی ہو اُسکو اُن مستثنیات کے کبھی واقع ہونے کو ثابت کرنا بھی لازم ہی -

الاصل التاسع

قرآن مجید مین کوئی امر ایسا نہین ہی جو قانون فطرت کے برخلاف ہو واما المعجزات فقد ثبت من القرآن انہ علیہ الصلواۃ والسلام ما ادعی باحد من المعجزات وقال

علیہ السلام انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الہ واحد وقال علیہ السّلام
فی موضع اخر انما انا بشیر ونذیر۔ ولھذا قال المحقق الاجل الشاہ ولی اللہ فی التفہیمات
الالٰھیہ ولم یذکر اللہ سبحانہ شیا من المعجزات فی کتابہ ولم یشر الیھا قط۔

مگر شاہ صاحب کے اس قول سے یہ بات سمجھنی مشکل ہی کہ اُنکی مراد اس نفی سے
کیا ہی آیا اُنکا یہ مطلب ہی کہ قرآن مجید مین کسی نبی کے کسی معجزہ کا ذکر نہین ہی یا
صرف آنحضرت صلعم کے کسی معجزہ کا ذکر نہین ہی۔ مگر ہم تنزلاً قبول کرتے ہین
کہ اُنکا مطلب صرف آنحضرت صلعم کے کسی معجزہ کا ذکر نہونے سے ہی۔ مگر ہمکو
دیکھنا چاہیے کہ اُنکا قول نسبت معجزات کے کیا ہی وہ لکھتے ہین کہ۔ فاللہ سبحانہ
احدی مجرد من الصفات فی مرتبہ واحدۃ ولحاظ واحد ومقرون بالصفات
فی مرتبہ اخری ولحاظ اخر وعلی ھذا القیاس ان مواطن نفس الامر متفاوتہ
منھا مواطن الاسباب وفیہ العلۃ والمعلول فقط والسبب والمسبب فحسب و
من المتحقق عندنا انہ لم یترک الاسباب قط ولن یترکہ ولن تجد لسنۃ اللہ
تبدیلا وانما المعجزات والکرامات امور اسبابیۃ غلب علیھا السبوغ فباینت
سایر الاسبابیات (تفہیمات الٰھیہ صفحہ ۵۳)

پس شاہ صاحب معجزات کو سبب باسباب سمجھتے ہین اور اس قول پر معجزات
کا وقوع قانون فطرت کے مطابق ہوتا ہی اور ہمکو اسمین کچھ بحث نہین ہی۔ بحث اسمین ہی
جبکہ معجزات کو مافوق الفطرت قرار دیا جاوے جسکو انگریزی مین "سپر نیچرل" کہتے مین

اور اُس سے انکار کہتے ہین اور اُنکا وقوع ایسا ہی ناممکن قرار دیتے ہین جیسے کہ قولی وعدہ کا الیفا نہ ہونا۔ اور علانیہ کہتے ہین کہ کسی ایسے امر کے واقع ہونے کا ثبوت نہین ہی جو مافوق الفطرت ہوا ور جسکو تم معجزہ قرار دیتے ہو اور اگر بفرض محال خدا کی قدرت کے حوالہ پر اُسکو تسلیم بھی کرین تو وہ ایک بفایدہ امر ہوگا جو نہ مثبت کسی امر کا ہے اور نہ مسکت للخصم

بیشک ہمارے بعض اخوان کو اسپر غصہ آوے گا اور قرآن مجید مین سے بعض امور کو معجزہ قرار دیکر اور اُنکو مافوق الفطرت سمجھکر پیش کرینگے اور کہین گے کہ قرآن مجید مین معجزات مافوق الفطرت موجود ہین۔

ہم اُنکے اس قول کو نہایت ٹھنڈے دل سے سُنین گے اور عرض کرینگے کہ جو آیت قرآن مجید کی آپ پیش کرتے ہین اور اُس سے معجزات مافوق الفطرت پر استدلال فرماتے ہین آیا اُسکے کوئی دوسرے معنی بھی ایسے ہین جو موافق زبان وکلام عرب کے اور موافق محاورات اور استعمالات اور استعارات قرآن مجید کے ہوسکتے ہین اگر نہو سکتے ہون تو ہم قبول کرینگے کہ ہمارا یہ اصول غلط ہی اور اگر ہو سکتے ہون تو ہم نہایت ادب سے عرض کرینگے کہ آپ اس بات کو ثابت نہین کر سکے کہ قرآن مجید مین معجزات مافوق الفطرت موجود ہین۔ اگر وہ اپنے دعوی کے ثبوت مین مفسرین کے اقوال پیش کرین یا یہ کہین کہ تیرہ سو برس سے کسی نے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین یا علماء مجتہدین ومفسرین نے یہ معنی نہین کہے بلکہ خدا بھی یہ معنی نہین سمجھا جو تم کہتے ہو تو ہم ادب سے عرض

کرینگے کہ اس دلیل سے ہمکو معاف رکھیے اور صرف یہ بتایے کہ قرآن مجید کے الفاظ سے اور اُن محاورات اور استعارات سے جو قرآن مجید مین آئے ہین وہ معنی جو ہم نے بیان کیے صحیح ہوتے ہین یا نہین - غرضکہ جبتک وہ ہمکو یہ ثابت نکرین کہ اُس آیت کے جو اُنھون نے پیش کی ہی اور کوئی معنی بجز اُسکے جو وہ بیان کرتے ہین ہو ہی نہین سکتے اور وہ آیت مافوق الفطرت ہونے پر نص صریح ہی اُسوقت تک ہم اُس کا مافوق الفطرت ہونا تسلیم نہین کرینگے - لیکن کسی آیت کے کوئی معنی بیان کرنا اور اُسکی صحت کے لیے خدا کے قادر مطلق ہونے پر حوالہ کرنا صحیح نہوگا کیونکہ ہمارے نزدیک خدا بموجب اپنے وعدہ کے سب کام اُس قانون قدرت کے مطابق کرتا ہی جو اُسنے بنایا ہی -

واما ماهية نفس الانسان والقوى المودعة فيها وما يكون لها بعد الموت من حشر الاجساد وغيرها وكيف يكون يوم الآخرة وما حقيقت الجنة والجحيم وما كيفته نعيمها وعقابها فكلها خارجة عن فهم الانسان لانها ما لا عين رأيت ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر ولهذا سبحانه جل شانه بينها بمثال يليق بفهم الانسان وبين نعيمها على افضل ما يرغب به الانسان وعقابها على اكبر ما يدهش به فكلها ليست بخارجة عن قانون الفطرة بل كلها امثال و استعارات لاحوالها ونعيمها وعقابها لكي يتخيل بها الانسان نوع تخيل ما فيه وما بعد الموت وما نعيمها وما عقابها وهذا سياق الكلام المجيد في ضرب الامثال

فی امور شتی لتفہیم الانسان و توضیح البیان بقدر الامکان ولا یخفی ہذا علی من قراء القرآن بالامعان فتدبر -

من اقوالی فی الفطرۃ التی قدرہا اللہ سبحانہ تعالے لکنا لا نخذ صفات الباری بجد بل نقول ان یشاء یذہب السموات والارض وما بینہما لاجل اجل لہا ویات باخرین علی ای فطرت یشاء کما قال اللہ تعالی وللہ ما فی السموات وما فی الارض و کفی باللہ وکیلا ان یشاء یذہبکم ایہا الناس ویات باخرین وکان اللہ علی ذلک قدیرا (آیت ۱۳۲- نساء ۴)

الاصل العاشر

قرآن مجید جسقدر نازل ہوا ہی تمامہ موجود ہی نہ اسمیں سے ایک حرف کم ہوا ہی نہ زیادہ ہوا ہی - وتواترت علیہ جیل بعد جیل فی قرن بعد قرن الی زماننا ہذا وقال اللہ تعالی انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (آیت ۹- الحجر ۱۵)

الاصل الحادی عشر

ہر ایک سورہ کی آیات کی ترتیب میرے نزدیک منصوص ہی اذ انزلت الآیات اشار رسول اللہ صلعم انہا من سورۃ کذا بعد آیۃ کذا وحفظہا الحفاظ فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ہذا الترتیب ولم یزل الصحابۃ والتابعون و من بعدہم یقرؤن القران علی ہذا فثبت ترتیب الآیات علی ہذا المنوال من

التواتر جيلا بعد جيل وقرنا بعد قرن الی نهاتنا هذا - اور یہی قول شاہ ولی اللہ صاحب کا ہی جہان فوز الکبیر مین انہون نے فرمایا ہی کہ " در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر سورۃ علیحدہ محفوظ و مضبوط بود -

الاصل الثانی عشر

قرآن مجید مین ناسخ و منسوخ نہین ہی یعنی اُسکی کوئی کسی دوسری آیت سے منسوخ نہین ہوئی - ولیس فی القرآن نوع من الاشارۃ علی ھذا واما آیہ ما ننسخ من آیۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا متعلقۃ بشرایع ما قبل الاسلام لا بایات القرآن ولا شک ان اھل الکتاب من الیھود والنصاری والمشرکین لا یودون من احکام الاسلام ما خالف شرایعھم فذکرہ سبحانہ تعالی اولا وقال ما یود الذین کفروا من اھل الکتاب ولا المشرکین ان ینزل علیکم من خیر من ربکم واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم - ثم قال ما ننسخ من آیۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا الم تعلم ان اللہ علی کل شی قدیر - (ایت ۹۹-۱۰۰ البقرہ ۲) فظاھر ان النسخ المذکور فی الآیۃ المذکورۃ متعلق بشرایع ما قبل الاسلام لا بایات القرآن ولا دلیل علی ان المراد بلفظ الآیۃ فی قولہ واذا بدلنا آیۃ مکان آیۃ (ایت ۱۰۳ النحل ۶) آیات القرآن ولا دلیل علی ان قولہ یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب (آیت ۳۹- الرعد ۱۳) متعلق بنسخ آیات القرآن - فتدبر -

الاصل الثالث عشر

قرآن مجید دفعۃً واحدۃً نازل نہین ہوا ہی بلکہ نجماً نجماً نازل ہوا ہی۔ قال اللہ تعالیٰ
وقرآنا فرقنه لتقراه علی الناس علی مکث ونزلنه تنزیلا (آیت ۱۰۷۔ بنی اسرائیل ۱۷)
وقتاً فوقتاً واقعات کے پیش آنے سے روح القدس یعنی ملکہ نبوت کو انبعاث ہوا
اور اُسکے سبب سے وحی نازل ہوئی پس وہ مختلف اوقات کے کلام کا مجموعہ ہی جو
خدا نے وقتاً فوقتاً بمقتضاے اُس وقت کے نازل کیا ہی۔ اور بطور ایک تصنیف
کی ہوئی کتاب کے نہین ہی جسمین اول مصنف ابواب و فصول کو تقسیم کر کے اُسکے
مضامین کو ترتیب خاص سے مرتب کرتا ہی۔ شاہ ولی اللہ صاحب فوز الکبیر مین لکھتے ہین
کہ "قرآن را بروش متون مبوب و مفصل ساختہ نشدہ است تا ہر مطلبے از ان در بابے
یا فصلے مذکور شود بلکہ قرآن را مانند مجموعہ مکتوبات فرض کن چنانکہ بادشاہان برعایاے
خود بحسب اقتضاے حال مثال مینویسند و بعد زمانے مثال دیگر و علی ہذا القیاس
تا آنکہ امثلہ بسیار جمع شود شخصے آن امثلہ را تدوین کند و مجموعہ مرتب سازد ہمچنین
ملک علی الاطلاق بر پیغمبر خود صلی اللہ علیہ وسلم براے ہدایت بندگان بحسب اقتضاے
حال سورۃً بعد سورۃٍ نازل فرمود و در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر سورۃ علیحدہ
محفوظ و مضبوط بود اما سور تہا تدوین نفرمودند در زمان حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما
ہمہ سور تہا در یک مجلد بترتیب خاص جمع نمودند و این مجموع بمصحف مسمی شد (فوز الکبیر
صفحہ ۷۳)

قرآن مجید کا نجماً نجماً نازل ہونا اور وقتاً فوقتاً واقعات کے پیش آنے پر ملکہ نبوت کا انبعاث ہونا اور وحی کا نازل ہونا ایک طبعی امر ہی- انسان کے دماغ مین متعدد قسم کے علوم وفنون کا ملکہ موجود ہوتا ہی مگر بغیر محرک کے وہ ملکہ تحریک مین نہین آتا- پس قرآن مجید کا اس سوال پر ہونا اسبات کی دلیل ہی کہ ایک تصنیف کی ہوئی کتاب نہین ہی جسکے مضامین کو مصنف پہلے سے سوچ کر اور اپنی مرضی کے موافق کتاب مرتب کرتا ہی-

قرآن مجید کے اوقات مختلفہ کے کلام کے مجموعہ ہونے پر یہ بھی دلیل ہی کہ جسطرح مختلف اوقات مین کلام کرتے ہین اور اُسوقت بمقتضاے محل اور بغرض مزید تنبیہ اشخاص کے اُس کلام کے دوہرانے کی ضرورت پڑتی ہی جو کسی پہلے وقت مین کہا گیا تھا- بعض مضمون کو جو مہتم بالشان ہین ہر دفعہ کے کلام مین بار بار جتلانا پڑتا ہی- بعض دفعہ کسی قصّہ کی تلمیح کرنی ہوتی ہی- بعض دفعہ کسی قصّہ کے اُسی جزو کا بیان کافی ہوتا ہی جو اُسوقت کے کلام کے لیے ضرور ہی- بعض دفعہ کسی قصّہ کو بالاجمال اور بعض دفعہ زیادہ تفصیل سے بیان کرنا مقتضاے کلام ہوتا ہی غرضکہ ہر ایک امر جو مختلف اوقات مین کلام کرنے مین پیش آتا ہی وہ سب قرآن مجید مین پایا جاتا ہی اور یہ کافی ثبوت اسبات کا ہی کہ قرآن ایک تصنیف کی ہوئی کتاب نہین ہی- اور جبکہ اُسمین صرف کلمات وحی ہی لکھے گئے ہین تو مبادی کلام جس سے وحی متعلق ہی اُسمین شامل نہین ہین اور اس سبب سے بعض مقامات قرآن مجید مین بلکہ متعدد ایسے ہین کہ ایک مقصد بیان کرتے کرتے دوسرا مطلب بیان ہونے لگا ہی جو ایک نیا یا

اجنبی معلوم ہوتا ہی حالانکہ وہ ایسا نہین ہی بلکہ مبادی کلام کے مندرج نہونے سے ایسا معلوم ہوتا ہی۔ بعض دفعہ قرینہ حالیہ کسی کلام کے مقتضا پر دلالت کرتا ہی اور متکلم بغیر اسکے کہ اپنے کلام مین اُسکی طرف اشارہ کرنے کی ضرورت سمجھے اپنا کلام شروع کر دیتا ہی اور جبکہ صرف متکلم ہی کا کلام بلا بیان اُس قرینہ حالیہ کے لکھا جاوے تو جو دلالت کلام کی قرینہ حالیہ سے پائی جاتی تھی وہ اس مین نہین ہوتی اور اسلیے اُسکی تلاش یا تعین کی ضرورت پڑتی ہی۔ اسی بنیاد پر علماء اسلام نے آیات کی شان نزول تفتیش کرنے پر توجہ کی ہی جسکی بنیاد صرف روایات ضعیف پر ہی اور اسلیے زیادہ پُرامن طریقہ یہ ہی کہ جہان اُسکی ضرورت ہو حتی المقدور صرف قرآن مجید کے سباق و سیاق کلام سے اور اُسکی طرز ادا ے کلام سے اُسکو تلاش کیا جاوے۔ اور جو اصول کہ قرآن مجید مین بیان ہوئے ہین اُنکو ہر ایسے مقام پر ملحوظ رکھا جاوے۔

الاصل الرابع عشر

موجودات عالم اور مصنوعات کائنات کی نسبت جو کچھ خدا نے قرآن مجید مین کہا ہی وہ سب ہو بہو یا بحیثیۃ من الحیثیات مطابق واقع ہی۔ یہ نہین ہو سکتا کہ اُسکا قول اُسکی مصنوعات کے مخالف ہو یا مصنوعات اُسکے قول کی مخالف ہون۔ بعض جگہ ہمنے قول کو ورڈ آف گاڈ اور اُسکی مصنوعات کو ورک آف گاڈ سے تعبیر کیا ہی اور یہ کہا ہی کہ ورڈ آف گاڈ اور ورک آف گاڈ دونون کا متحد ہونا لازم ہی۔ اگر ورڈ۔ ورک کے کسی حیثیت سے مطابق نہین ہی

تو ایسا ورڈ- ورڈ آف گاڈ نہین ہو سکتا-

الاصل الخامس عشر

باوجود اس بات کے تسلیم کرنے کے کہ قرآن مجید بلفظہ کلام خدا ہی مگر جبکہ وہ عربی مین اور انسان کی زبان مین نازل ہوا ہی تو اُسکے معنی اسیطرح پر لگائے جاوینگے جیسے کہ ایک بہایت فصیح عربی زبان مین کلام کرنے والے کے معنی لگائے جاتے ہین اور جسطرحکہ انسان استعارہ ومجاز وکنایہ وتشبیہ وتمثیل اور دلایل لمی واقناعی وخطابی واستقرای والزامی کو کام مین لاتا ہی اسیطرح قرآن مجید مین بھی استعارہ ومجاز وکنایہ وتشبیہ وتمثیل اور دلایل لمی واقناعی وخطابی واستقرای والزامی سب موجود ہین علاوہ اسکے ہمکو اُن اصول اور اُن قولی اور عملی وعدون پر غور کرنا ضرور ہوتا ہی جو خود خدا نے کیے ہین اور اُس طرز کلام اور طریق استعمال الفاظ کو دیکھنا لازم ہوتا ہی جو مخصوص قرآن مجید سے ہی اور جسکے لیے ہمکو ایک آیت کی تفسیر بیان کرنے مین دوسری آیت سے استمداد لینی پڑتی ہی-

ہر ایک کلام کے معنی قرار دینے مین وہ کلام کسیکا ہو خواہ خدا کا یا انسان کا مندرجہ ذیل باتون کا محقق ہونا ضرور ہی-

(۱) جس لفظ کے جو معنی قرار دئے گئے ہین اُسکی نسبت جاننا چاہیے کہ وہ لفظ انھین معنون مین وضع کیا گیا ہی-

(۲) اس بات کا قرار دینا کہ جن معنون مین وہ لفظ وضع کیا گیا تھا اُن معنون سے کسی

دوسرے معنون مین مستعمل نہین ہوا ہی

(۳) اگر وہ لفظ مشترک المعنی ہی تو اسبات کا قرار دینا لازم ہی کہ وہ اُن مشترک معنون مین سے کس معنی مین استعمال کیا گیا ہی - ضمایر جنکا مرجع مختلف ہوسکتا ہو وہ بھی الفاظ مشترک المعنی مین داخل ہین -

(۴) اسبات کو قرار دینا ضرور ہی کہ وہ اُن اصلی معنون مین بولا گیا ہی جو اُس سے متبادر ہوتے ہین یا مجازی معنون مین -

(۵) اسبات کو قرار دینا کہ اُس کلام مین کوئی شی مضمر ہی یا نہین -

(۶) اسبات کو قرار دینا ضرور ہی کہ جن معنون پر وہ لفظ دلالت کرتا ہی اُسمین کوئی تخصیص بھی ہی یا نہین -

(۷) یہ بات دیکھنی لازم ہی کہ جو معنی اُس لفظ کے قرار دئے گئے ہین اُسپر کوئی عقلی معارضہ بھی ہی یا نہین - اگر ہی تو وہ معنی اُسکے صحیح نہونگے - اور یہ بات کوئی نئی نہین ہی بلکہ تمام علمار اسلام نے سیکڑون مقامون مین اسکی پیروی کی ہی مثلاً خدا کے عرش پر استوا ہونے مین - اُسکے ہاتھ اور مُنہ اور ساق ہونے مین اور مثل انکے اور بہت سے لفظون کے اصلی معنی اسلیے نہین لیے گئے کہ دلیل عقلی اُنکے برخلاف تھی - پس کوئی وجہ نہین ہی کہ اور الفاظ کے ایسے معنی جو دلیل عقلی سے محال ہین یا خود اُس قانون فطرت کے مخالف ہین جو خود خدا نے بیان کیا ہی یا تجربہ کے مخالف ہین چھوڑ کر دوسرے معنی نہ لیے جاوین -

اسمین کچھ شک نہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین الفاظ کے معنی معین و مستعمل تھے اور اگر ہم تسلیم کرلین کہ وہی معنی بتواتر ہم تک پہونچے ہین تو اُس سے صرف امر اول کا تصفیہ ہوجاتا ہی - مگر اس بات کا تصفیہ کہ وہ لفظ دوسرے معنو نمین مستعمل نہین ہوا اور اگر وہ مشترک المعنی ہی تو کون سے معنون مین مستعمل ہوا ہی اور وہ مجازی معنون مین مستعمل ہوا ہی یا نہین الی غیر ذلک نہین ہوسکتا - پس جبتک کہ ساتوین امر کی پیروی نکی جاوے جسکی پیروی اہت سے مقامون مین علماء اسلام نے کی ہی نہ کسی انسان کے کلام کے معنی صحیح طور پر قرار دیے جاسکتے ہین نہ خدا کے کلام کے

قرآن مجید کے معنی قرار دینے مین ہمکو ایک اور مشکل یہ پیش آتی ہی کہ عرب جاہلیت کا کلام بہت کم ہم تک پہونچا ہی اور کچھ شک نہین کہ اُسمین سے بہت بڑا حصہ ضایع ہوگیا ہی اور علماء علم ادب اس بات کو خود تسلیم کرتے ہین - پس یہ امر قابل یقین نہین ہی کہ اہل لغت اور علماء علم ادب نے جو معنی الفاظ کے لغت کی کتابون مین اور اُسکے محاورات اور استعارات کو لکھا ہی اُنکے سوا اور کوئی معنی اور استعارات زمانہ جاہلیت اور خود زمانہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مین نہ تھے

بلاشبہ اس امر مین ہم مجبور ہین اور بجز اسکے کہ قرآن مجید کے معنی قرار دینے مین موجودہ لغت کی کتابون اور علم ادب کی کتابونکی طرف رجوع کرین اور کچھ چارہ نہین ہی لیکن اگر بالفرض ہمکو قرآن مجید سے کسی لفظ کا ایسے طور پر استعمال یا ایسے معنون مین استعمال بطور یقین کے ثابت ہوجاوے جو کتب لغت یا علم ادب کی کتابون مین نہ ملے تو ہم اُسکے

اختیار کرنے مین کوئی وجہ تامل کی نہین پاتے اور ایسا کرنے مین ہم قرآن مجید کے ساتھ اس سے زیادہ کچھ نکرینگے جو کلام جاہلیت کے ساتھ کیا ہی کیونکہ ہماری تمام لغت کی کتابون اور علم ادب کی کتابون کی بنیاد اسی بات پر ہی کہ ہمنے وہ معنی یا محاورہ کلام جاہلیت سے اخذ کیا ہی۔

(۸) قرآن مجید کے معنی قرار دینے مین ہمکو ایک اور امر کا تصفیہ بھی لازم ہی کہ جس کلام پر ہم استدلال کرتے ہین آیا وہ کلام مقصود ہی یا غیر مقصود کیونکہ اگر وہ کلام غیر مقصود ہی تو اس پر استدلال نہین ہو سکتا۔ کلام غیر مقصود قرآن مجید مین بہت جگہ پایا جاتا ہی اور انسان کے کلامون مین بھی کلام غیر مقصود ہوتا ہی جسپر حجت قایم نہین ہو سکتی۔ مثلاً خدا کا یہ فرمانا کہ ان الذین کذبوا بایاتنا واستکبروا عنہا لا تفتح لہم ابواب السماء ولا یدخلون الجنۃ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط (آیت ۳۸ اعراف ۷) اس سے یہ استدلال نہین ہو سکتا کہ کسی وقت مین اونٹ سوی کے ناکے مین سے نکلجاویگا کیونکہ وہ کلام غیر مقصود ہی اور صرف اُن لوگون کے جنہون نے خدا کے احکام کو جھٹلایا ہی جنت مین داخل ہونیکے عدم امکان کا بیان ہی۔ اسی طرح اس آیت سے آسمان کے دروازونکے ہونے پر بھی استدلال نہین ہو سکتا کیونکہ وہ کلام اس مقصد کے لیے نہین بولا گیا ہی بلکہ صرف خدا کی رحمت سے محروم رہنے کے مقصد سے بولا گیا ہی۔ اسیطرح کلام غیر مقصود کی بہت سی مثالین قرآن مجید مین موجود ہین اور اُن سے اُنکے اصلی معنون پر استدلال نہین ہو سکتا۔

اسی کے ضمن مین ایک بہت بڑی بحث تاویل کی آتی ہی یعنی جب کسی لفظ کے اصلی معنی نہین بن سکتے تو دوسرے معنی اختیار کرتے ہین جس سے قول قایل کا صحیح ہوجاوے۔ مگر مین اس مقصد سے تاویل کو قرآن مجید مین جایز نہین سمجھتا اور میری راے یہ ہی کہ تاویل اُسکو کہتے ہین جبکہ یہ متحقق ہوجاوے کہ قایل کا اس کلام سے درحقیقت یہ مطلب تھا اور وہ مقصد صحیح نہو اور اُسوقت اُس کلام کے دوسرے معنی اختیار کیئے جاوین تاکہ وہ کلام صحیح ہوجاوے۔ اور اگر قایل کا درحقیقت وہی مقصد ہو جو بعد تاویل کے قرار دیا گیا ہی تو وہ تاویل نہین ہی بلکہ قایل کے اصلی مقصد کا ظاہر کرنا ہی۔ مثلاً قایل کا یہ قول کہ "زید اسد" اگر قایل کا درحقیقت لفظ اسد سے حیوان معروف مراد ہو اور وہ زید پر صادق نہ آوے اور کوئی شخص خلاف مقصد اُس قایل کے اُسکے معنی شجاعت کے لے تو درحقیقت یہ تاویل ہی۔ اور اگر قایل نے اسد کے لفظ سے خود ہی شجاعت مراد لی ہو تو اسد سے شجاعت مراد لینا تاویل نہین ہی بلکہ قایل کے اصلی مطلب کا اظہار ہی۔ اسیطرح جب ہم قرآن مجید کے کسی لفظ کے اصلی معنی نہین لیتے بلکہ مجازی معنی لیتے ہین تو ہم اُسکو تاویل نہین کہتے اسلیے کہ ہم بقدر اپنی طاقت کے یہی سمجھتے ہین کہ خدا نے ان ہی مجازی معنون مین اس لفظ کو استعمال کیا ہی

قرآن مجید کے معانی بیان کرنے مین سب سے زیادہ دھوکہ انسان کو اُن مقامات مین پڑتا ہی جہان قرآن مین قصص انبیاء سابقین بیان ہوئے ہین۔ انبیاء سابقین کے قصے عہد عتیق کی کتابون مین بھی آئے ہین اور علماء یہود نے بھی قصص انبیاء مستقل

کتابون مین لکھے ہین جنمین بہت کچھ باتین دور از عقل و خلاف قانون فطرت مندرج ہین وہ قصے مشہور تھے اور ہمارے علما بھی اُن سے مانوس تھے اور اُنکے عجائبات کو جو قانون فطرت کے برخلاف تھے معجزات قرار دیتے تھے - وہ قصے قرآن مین بھی بیان ہوئے ہین اور وہ بیان بہت کچھ اُسی کے مشابہ اور مماثل ہے جو اُن قصون کی نسبت بیان ہوا ہے - مگر قرآن مجید کے الفاظ اُن قصون مین اسطرح آئے ہین کہ اُن سے وہ باتین جو دور از عقل اور خلاف قانون قدرت اُن قصون مین مشہور تھین اُنکا ثبوت نہین ہوتا ہمارے علماء متقدمین نے اس بات پر خیال نہین کیا بلکہ جہانتک اُن سے ہو سکا قرآن مجید کے الفاظ کو اُن قصون پر بعینہ حمل کرنے پر کوشش کی اور اُسکے کئی سبب تھے

اوّل - یہ کہ اُن قصونکی کیفیت مشہورہ اُنکے دل مین بسی ہوئی تھی اسلیے قرآن مجید کے اُن الفاظ پر اُنھون نے توجہ نہین کی -

دوسرے - یہ کہ اُنکے پاس ہر ایک عجیب چیز گو کہ وہ کیسی ہی قانون فطرت کے برخلاف کیون نہو خدا کی قدرت عام کے تحت مین داخل کر دینے کا نہایت سہل طریقہ تھا اور اس سبب سے اُن الفاظ کی حقیقت پر غور کرنے کو توجہ مایل نہین ہوتی تھی -

تیسرے - یہ کہ اُنکے زمانہ مین نیچرل سائنس نے ترقی نہین کی تھی اور کوئی چیز اُن کو قانون فطرت کی طرف رجوع کرنے والی اور اُنکی غلطیون سے متنبہ کرنے والی نہ تھی -

پس یہ اسباب اور مثل اُنکے اور بہت سے اسباب ایسے تھے کہ اُنکی کافی توجہ قرآن مجید کے اُن الفاظ کی طرف نہین ہوئی

مثلاً اُنکے زمانہ مین یہ مسئلہ ثابت نہین ہوا تھا کہ طوفان نوح کا تمام دنیا مین عام ہونا اور پانی کا اونچے سے اونچے پہاڑون کی چوٹیون سے بلند ہوجانا محالات سے اور خلاف واقع ہی اور اسلیے اُنکے خیال مین یہ بات نہ آئی کہ قرآن مجید مین جو الارض کا لفظ ہی اُسمین الف لام استغراق کا نہین ہی بلکہ عہد کا ہی۔

حضرت ابراہیم کے قصے مین کوئی نص صریح اسبات پر نہین ہی کہ درحقیقت اُن کو آگ مین ڈالدیا گیا تھا مگر اُنہون نے اسبات پر خیال نہین کیا۔

اسیطرح حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت مین کوئی نص صریح قرآن مجید مین موجود نہین ہی کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔

اسیطرح حضرت یونس کے قصے مین اسبات پر قرآن مجید مین کوئی نص صریح نہین ہی کہ درحقیقت مچھلی اُنکو نگل گئی تھی ابتلع کا لفظ قرآن مین نہین ہی التقم کا لفظ ہی جس سے صرف مُنہ مین پکڑ لینا مراد ہی کیونکہ جب کوئی لفظ تاکید کا اُسکے ساتھ نہین جیسے التقمہ فلقمہا تو التقم کے معنی ابتلع کے نہین ہوسکتے - اور اگر فرض کرو کہ بغیر لفظ تاکید کے بھی اُسکے معنی ابتلع کے ہون تو بھی لقم و التقم کے دو معنی ہین ایک سرعۃ الاکل - دوسرے والتبادر علیہ اور ان دوسرے معنون سے بلع ثابت نہین ہوتا - پس دوسرے معنون پر جو مطابق قانون فطرت کے تھے انہون نے توجہ نہین کی اور اس آیت مین کہ فلولا انہ کان من المسبحین للبث فی بطنہ الی یوم یبعثون (ایت ۱۴۳ و ۱۴۴ الصافات ۳۷) اسپر التفات نہین کیا کہ لبث فی بطن الحوت کی نفی دو طرح پر متحقق ہوسکتی ہی

اول اسطرح پر کہ مچھلی نے نگلا ہی نہین - دوسرے اسطرح کہ نگلا ہو مگر اُسکے پیٹ مین نہ ٹھہرے ہون - مثلاً اگر کوئی کہے کہ اگر مین اُسکو نہ بچاتا تو وہ قبر مین ہوتا - اُسکا مقصد صرف یہی ہی کہ قتل نہین ہوا نہ یہ کہ قبر مین جاکر نکل آیا - مگر انہون نے ان معنون پر توجہ نہین کی - غرضکہ اس قسم کی بہت سی مثالین قرآن مجید مین ہین - ہمکو ضرور ہی کہ صرف الفاظ قرآن مجید کے پابند رہین نہ اُن قصون کے جو یہود و نصاریٰ مین مذکور و مشہور ہین -

شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین کہ "نقل از بنی اسرائیل بیشتر است کہ در دین ما داخل شدہ بعد از آنکہ لا تصدقوا اہل الکتاب و لا تکذبوہم قاعدہ مقرر است - پس دو چیز لازم آمد یکے آنکہ تعریض قرآن را در سنت حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم بیان یافتہ شود مرتکب نقل از اہل کتاب نباید شد مثلاً چون محمل آیت ولقد فتنا سلیمان والقینا علی کرسیہ جسداً ثم اناب" در سنت نبویہ یافتہ نمیشود و آن قصہ ترک انشاء اللہ و مواخذہ بر آن است مرتکب ذکر صخرہ مارد چرا باید شد - دوم آنکہ الضرورۃ تتقدر بقدر الضرورۃ را در نظر داشتہ قدر اقتضاء تعریض سخن باید گفت تا شہادت قرآن تصدیق کردہ باشم و از زیادت زبان باید کشید ۱۲ (فوز الکبیر صفحہ ۹۷-۹۸)

ہم سے کہا جاتا ہی کہ قرآن مجید کے معنی اسطور پر قرار دینے ضرور ہین جسطرح کہ ایک اُمّی آدمی اُسکے معنی سمجھ سکتا ہو کیونکہ بدوین اور تمام قبایل عرب کے اَن پڑھ تھے - پس اُس زمانہ کے اہل عرب جسطرح سیدھے سادے طور پر الفاظ قرآن کے ظاہری معنی سمجھتے تھے اُسی طرح ہمکو بھی قرآن کے معنی بیان کرنے چاہئین -

ہم کہتے ہین کہ ہم بھی اسیطرح کرتے ہین کیونکہ الفاظ کے وہی معنی لیتے ہین جو عرب جاہلیت سمجھتے تھے کلام جاہلیت ہی کی بنا پر صرف ونحو ولغت کی کتابین مبنی ہین جنسے ہم قرآن مجید کے معنی بیان کرنے مین استمداد لیتے ہین - موجودہ علم ادب عربی زبان کا بہ دیین اور اہل عرب کے کلام کی بنا پر مبنی ہی مگر بحث اسپر آجاتی ہی جبکہ بلحاظ علوم وفنون کے قرآن مجید پر توجہ کیجاتی ہی اور جس سے اہل عرب بالکل ناواقف اور عاری محض تھے - اسحالت مین بھی ہم کوئی انوٹھی بات پیش نہین کرتے بلکہ خود موافق زبان اہل عرب کے قرآن مجید کے الفاظ کے اُن معنون پر متوجہ کرتے ہین جو علوم کی ترقی کے سبب ہمکو صحیح ودرست معلوم ہوتے ہین -

مثلاً اہل عرب بجز اسکے کہ جسپر وہ رہتے تھے اُسکو ارض کہتے تھے اور جو نیلی چیز گنبد نما اُنکے سر پر تھی اُسکو سما جانتے تھے اور اَور بحثون سے جو علوم مین اُن سے متعلق ہین محض ناواقف تھے اور باایں ہمہ جو نتیجہ ہدایت اور تعلیم روحانی اور وحدت و قدرت ذات باری کا قرآن مجید سے مقصود تھا وہ اُنکو حاصل ہوتا تھا - مگر جب بلحاظ علوم کے قرآن کے الفاظ پر بحث کیجاوے تو اُسوقت اُن سے کہتے ہین کہ الفاظ قرآن کے وہ معنی لینے جو مطابق زبان عرب کے اور اُن علمی بحثون کے مطابق ہین کیون نظر انداز کئے جاتے ہین - اور جو قانون فطرت خود خدا نے بتایا ہی اُسکے مطابق وہ معنی جو کلام عرب کے مطابق بھی ہین کیون نہین لیے جاتے -

ہم سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید کا یہی سمجھتے ہین کہ وہ اُس طرز کلام مین نازل ہوا ہی کہ اُمّی

اور عالم وجاہل وفلسفی کسیطرح پر اُسکے معنی سمجھین سیدھے سادہ طور پر یا علمی وفلسفی طریقہ پر مگر نتیجہ مین سب متحد ہو جاتے ہین - کوئی کلام بجز قرآن مجید کے ایسا نہین ہی کہ وہ جاہل اور اُمّی محض کو بھی اُسی نتیجہ پر پہونچادے جس نتیجہ پر ایک عالم فلسفی کو پہونچاتا ہی اور ہر ایک بقدر اپنے علم اور استعداد کے اُس سے فایدہ اُٹھا کر ایک منزل مقصود پر پہنچتا ہی -

ہم سے طعناً کہا جاتا ہی کہ جب حکمت وہیئۃ وفلسفہ یونانی مسلمانون مین پھیلا اور جو اُس زمانہ مین بالکل سچ وصحیح اور مطابق حقیقت واقع سمجھا جاتا تھا - علماء اسلام نے قرآن مجید کے اُن مقامات کی جو اُنکے مطابق معلوم ہوتے تھے تائید کی اور اُن مقامات کو جو بظاہر مخالف اُن علوم کے معلوم ہوتے تھے اُنکے مطابق کرنے پر کوشش کی اب کہ معلوم ہوا کہ وہ علوم غلط اصول پر مبنی تھے اور اُنکا علم ہیئۃ بالکل خلاف حقیقت تھا اور علم طبیعات اور نیچرل سینس نے زیادہ ترقی کی تو اب اُن معنون سے جو اگلے علما نے مطابق یونانی علوم کے قرار دیئے تھے تخلف کرتے ہو اور دوسرے معنی اختیار کرتے ہو جو حال کے علوم کے مطابق ہین اور کیا عجب ہی کہ آئندہ زمانہ مین ان علوم کو اَور زیادہ ترقی ہو اور جو امور اسوقت محققہ معلوم ہوتے ہین وہ غلط ثابت ہون اُسوقت قرآن مجید کے الفاظ کے دوسرے معنی قرار دینے کی ضرورت ہوگی وھلم جرا اِس قرآن لوگون کے ہاتھ مین ایک کھلونا ہو جاویگا -

ہم اِس طعنہ کو بطور ایک بشارت کے نہایت خوشی سے تسلیم کرتے ہین کیونکہ ہمارا

یقین ہو کہ قرآن مجید حقیقت امور کے مطابق ہی کیونکہ وہ ورڈ آف گاڈ ہی اور بالکل ورک آف گاڈ اُسکے مطابق ہی مگر اسمین بہت بڑا معجزہ یہ ہی کہ ہمارے ہر درجہ علم مین اُن امور مین جنکی ہدایت کے لیے قرآن نازل ہوا ہی یکسان ہدایت کرتا ہی اُسکے الفاظ ایسے اعجاز سے نازل ہوئے ہین کہ جہانتک ہمارے علوم کو ترقی ہوتی ہو جاویگی اور اُس ترقی یافتہ علوم کے لحاظ سے ہم اُسپر غور کرینگے تو معلوم ہوگا کہ اُسکے الفاظ اُس لحاظ سے بھی مطابق حقیقت ہین اور ہمکو ثابت ہو جاوے گا کہ جو معنی ہم نے پہلے قرار دیے تھے اور اب غلط ثابت ہوئے وہ ہمارے علم کا قصور تھا نہ الفاظ قرآن کا۔ پس اگر ہمارے علوم کو آیندہ زمانہ مین ایسی ترقی ہو جاوے کہ اسوقت کے امور محققہ کی غلطی ثابت ہو تو ہم پھر قرآن مجید پر رجوع کرینگے اور اُسکو ضرور مطابق حقیقت پاوینگے اور ہمکو معلوم ہوگا کہ جو معنی ہم نے پہلے قرار دیے تھے وہ ہمارے علم کا نقصان تھا۔ قرآن مجید ہر ایک نقصان سے بری تھا۔

مثلاً فرض کرو کہ قرآن مجید سے ہم نے یہ سمجھا تھا کہ سورج زمین کے گرد پھرتا ہی جس سے طلوع و غروب ہوتا ہی اب معلوم ہوا کہ سورج ساکن ہی اور زمین سورج کے گرد پھرتی ہی اب ہم قرآن مجید پر غور کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہی کہ سورج کا پھرنا قرآن مجید مین بطور حقیقت واقع کے بیان نہین ہوا بلکہ علیٰ ما یشہدہ الناس بیان ہوا ہی اور وہ سچ ہی پس ہمنے جو اُسکو بطور حقیقت واقع کے سمجھا تھا وہ ہماری غلطی تھی نہ قرآن مجید کی۔ غرضکہ ترقی علوم سے ہمکو اُن امور سے رجوع کرنا جو ہمنے پہلے نسبت قرآن کے قرار دیے تھے اور قرآن مجید کا جو اُسکے

مطابق پایا جسکی طرف ہمنے بعد ترقی علم رجوع کی ہی ہمارے علم سابق کا نقصان اور قرآن مجید کے کامل ہونے کا ثبوت ہی مگر ہماری نسبت کسی قسم کی طعنہ زنی کا سبب نہین

یہ بحثین جہانتک ہین صرف اُن امور سے متعلق ہین جو علوم سے اور طبیعات سے علاقہ رکھتے ہین - باقی رہے وہ امور جو روحانی تعلیم سے متعلق ہین اور جنکو لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ حاوی ہی ہر وقت مین ایک حالت مستقل پر قایم ہین اُسمین نہ کبھی تبدل ہوا نہو گا - نہونیکی حاجت - جسکے لیے منطوق ایہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا شاہد عادل ہی -

الان نختم الکلام ونقول ھذہ اصول معدودۃ من الاصول التی اسسنا علیھا تفسیر القرآن ونبین کلھا فی وقت اخر انشاء اللہ تعالیٰ -

سید احمد

الہ آباد ۱۵ نومبر ۱۸۹۲ء

بالخیر تمت